عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰؍ اپریل ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۱۶

معاشرہ کی تعمیر میں دل کا کردار

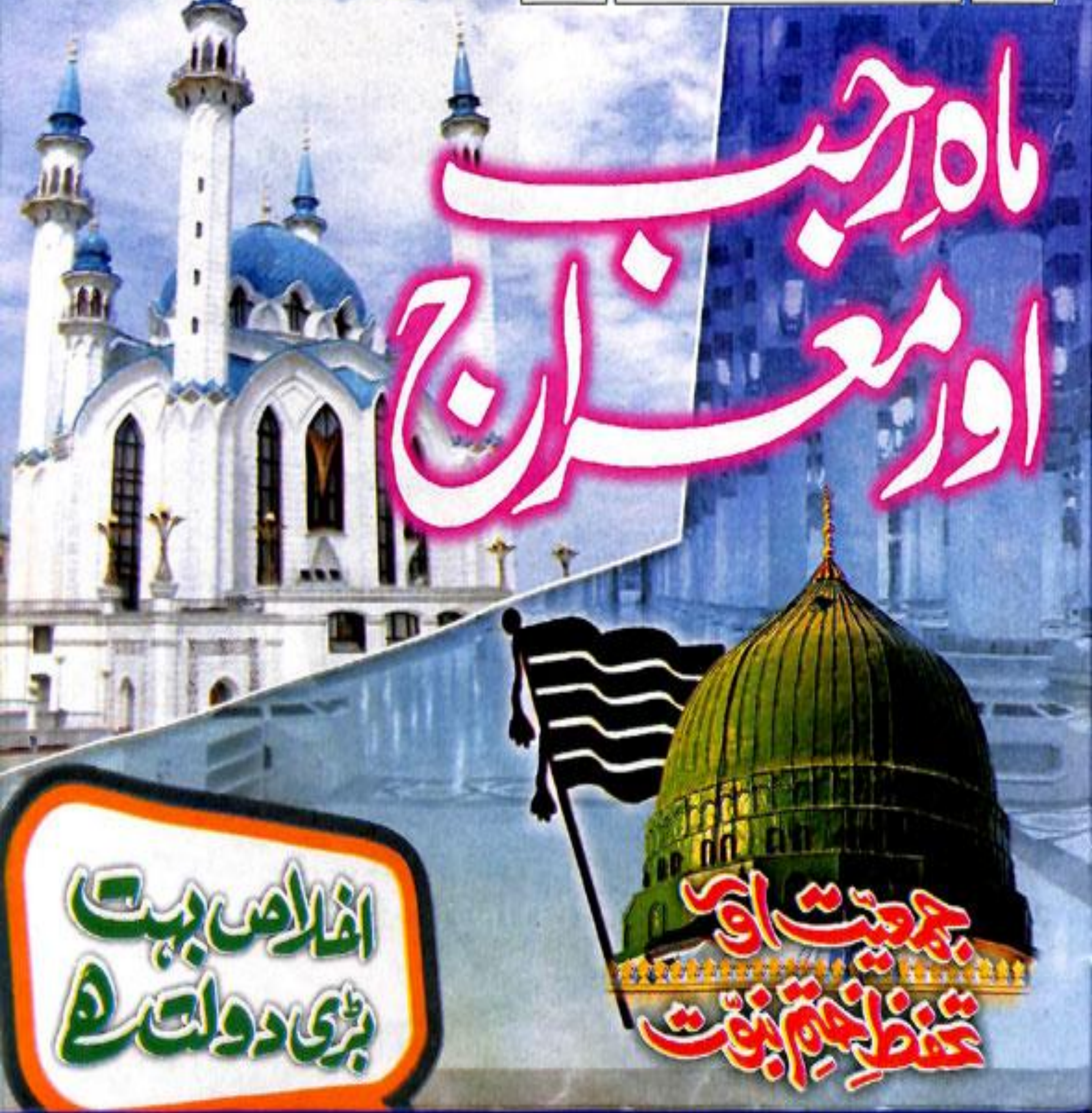

## ماہِ رجب اور معراج

جمعیت اور تحفظِ ختمِ نبوت

اخلاص بہت بڑی دولت ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

## قادیانی لڑکی سے نکاح

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ میرا نکاح چھ ماہ قبل ہوا اور نکاح میں مہر کی رقم مبلغ پچاس ہزار روپے عندالطلب رکھی جبکہ رخصتی نہیں ہوئی، اب مجھے پتہ چلا کہ ان کا مذہب احمدی (قادیانی) ہے، کیا اس صورت میں میرا نکاح ٹھیک ہے؟ دوسری بات یہ کہ کیا لڑکی مہر کی رقم مانگ سکتی ہے؟ جبکہ رخصتی بھی نہیں ہوئی اور نکاح میں ایک گواہ قادیانی بھی ہے، تیسری بات یہ کہ جن لوگوں نے بتایا، ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں آپ کی عین نوازش ہوگی (جبکہ قانونی لحاظ سے گواہ کی ضرورت ہے، لیکن کوئی اس پر راضی نہیں)۔

ج:......مسلمان کا کسی قادیانی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، رسول، مہدی، مسیح موعود وغیرہ نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں۔ اس لئے وہ قرآن، حدیث، اجماع امت اور پوری امت مسلمہ کے نزدیک کافر و زندیق ہیں، ان سے مسلمانوں کا رشتہ ناتہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کے سوال کی روشنی میں جس خاتون سے آپ کا نکاح ہوا تھا وہ چونکہ قادیانی ہے، اس لئے وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا، تاہم جب رخصتی نہیں تو طے شدہ حق مہر بھی آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ آپ اس قادیانی فیملی کا ہمیں پتہ دے دیں ان شاء اللہ ہم اس کی تحقیق کر کے آپ کی طرح دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کے شر سے بچائیں گے۔ واللہ اعلم۔

## طلاق بائن کا حکم

س:......میرے شوہر مجھے فون پر کسی کام کو کرنے سے منع کرتے ہیں کہ اگر فلاں کام کیا تو تمہیں طلاق اور اگر وہ کام مجھ سے ہوجائے تو کیا مجھے طلاق ہوجائے گی؟

ج:......جی ہاں! جیسے ہی خلاف ورزی ہوگی معاملہ ختم ہوجائے گا۔

س:......کیا ان کے یہ کہنے سے کہ تم میری طرف سے فارغ ہو مجھے طلاق ہوگئی؟ جبکہ رجوع کرنے کی گنجائش نہ ہو کیونکہ میرے شوہر ملک سے باہر ہیں اور وہ یہ سب باتیں فون پر کہتے ہیں۔

ج:......اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے۔

س:......میں اپنی طرف سے انگلینڈ جانے کی کوشش کررہی ہوں جبکہ میرے شوہر یہ کہہ چکے ہیں کہ کسی بھی صورت انگلینڈ آئی تو تجھے طلاق ہے، کیا ایسی صورت میں اگر وہ کبھی مجھے خود بھی بلانا چاہیں تو کیا مجھے طلاق ہوگی؟

ج:......آپ جیسے ہی انگلینڈ پہنچیں گی آپ کو طلاق واقع ہوجائے گی۔

س:......اگر طلاق یا طلاق بائن ہوچکی ہے تو کیا اس صورت میں میرا سسرال میں بغیر شوہر کے رہنا صحیح ہے یا غلط؟

ج:......دوسری جگہ عقد کرسکتی ہیں۔

## زلزلہ کے کیا اسباب ہیں؟ مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

س:......گزشتہ روز کئی شہروں میں زلزلہ آیا۔ زلزلہ اسلامی عقائد کے مطابق سنا ہے کہ اللہ کا عذاب ہے۔ براہ کرم اطلاع دیں کہ زلزلہ کیا ہے؟ واقعی عذاب ہے یا زمین کی گیس خارج ہوتی ہے؟ یا ایک اتفاقی حادثہ ہے؟ اگر یہ اللہ کا عذاب ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

ج:......زلزلہ کے کچھ طبیعی اسباب بھی ہیں جن کو طبقات ارض کے ماہرین بیان کرتے ہیں مگر ان اسباب کو مہیا کرنے والا ارادۂ خداوندی ہے اور بعض دفعہ طبیعی اسباب کے بغیر بھی زلزلہ آتا ہے۔ بہرحال ان زلزلوں سے ایک مسلمان کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور دعا و استغفار صدقہ و خیرات اور ترک معاصی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۲۵تا۳۰ر رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳تا۳۰ر اپریل ۲۰۱۷ء شمارہ:۱۶


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| اسلام، جمعیت اور تحفظ ختم نبوت | ۵ | محمد اعجاز مصطفی |
| ماہ رجب اور معراج | ۹ | مولانا مفتی محمد نجیب سنبھلی قاسمی |
| معاشرہ کی تعمیر میں دل کا کردار | ۱۳ | مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی |
| جامعہ رشیدیہ اور تحفظ ختم نبوت | ۱۵ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| مولانا صدر الشہیدؒ (سابق ایم این اے) | ۱۶ | . . . . |
| مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس | ۱۸ | . . . . |
| اخلاص بہت بڑی دولت ہے | ۱۹ | مولانا حفظ الرحمن اعوان |
| امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ | ۲۰ | مولانا ابوالحسن علی ندویؒ |
| مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۳۱) | ۲۶ | حافظ عبیداللہ |



سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بنیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ



زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

## اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۲۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے بچھونے پر یا زمین پر سوتا ہے اور سوتے میں کروٹ بدلتا ہے اور کروٹ بدلتے ہوئے کہتا ہے: ’’اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حیی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر۔‘‘ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: دیکھو میرا بندہ مجھے اس حالت میں بھی فراموش نہیں کرتا تم گواہ رہو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کی مغفرت کردی۔ (ابن السنی، ابن النجار)

حدیث قدسی ۲۴: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مؤمن کو یہاں تک قریب کرے گا کہ اس کو اپنے پہلو میں لے لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور دریافت کرے گا: تو نے فلاں فلاں کام کیے تھے؟ بندہ عرض کرے گا: ہاں! میرے پروردگار میں نے یہ کام کیے تھے اور یہ بندہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ میں ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کروں گا، پھر اس کے نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور کفار و منافقین کے متعلق عام اعلان کیا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا، خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔ (احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) یعنی مومن کامل کو قرب کا یہ شرف حاصل ہوگا۔

حدیث قدسی ۲۵: ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ تو نے ’’منکر‘‘ اور بری باتوں کو دیکھ کر ان پر انکار نہیں کیا اور ان کو روکا نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس سوال کا جواب اس بندے کے دل میں القا کردیا جائے گا، یہ عرض کرے گا: الٰہی لوگوں سے ڈرتا تھا اور تیری رحمت کی امید کرتا تھا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حدیث قدسی ۲۶: ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اہل جنت کو خطاب کرے گا اور پکارے گا، اے اہل جنت! جنتی عرض کریں گے ’’لبیک ربنا وسعدیک‘‘ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم مجھ سے راضی ہو؟ اہل جنت عرض کریں گے، آپ نے ہم پر ایسا کرم کیا ہے اور وہ چیزیں عنایت کی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں دی گئیں، ہم آپ سے راضی کیوں نہ ہوں۔

حدیث قدسی ۲۷: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے رب! تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو بدلہ لینے پر قادر ہو اور پھر بخش دے۔ (خرائطی)

---

# نماز

عملی شریعت کا پہلا او بنیادی رکن

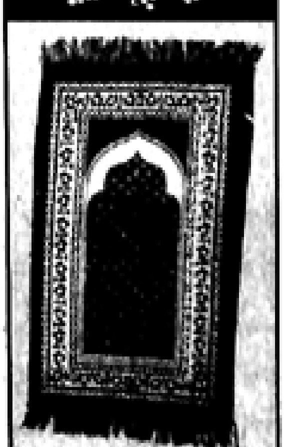

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

## اذان

گزشتہ سے پیوستہ

یہ بھی مشاہدے کی بات ہے کہ نماز تہجد ایک مسنون یا نفل نماز ہے اور کسی بھی مسنون یا نفل نماز کے لئے شریعت میں اذان کا ثبوت نہیں ہے، فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ اذان فرض نماز کا وقت داخل ہونے پر اعلان کرتے ہوئے اطلاع دینے کے لئے مخصوص ہے، اس لئے پنج وقتہ نمازوں کے لئے اوقات کے داخل ہونے پر ہی نماز کے حوالے سے امت مسلمہ کا معمول ہے لہٰذا جب کسی بھی نفل نماز کے لئے اذان نہیں ہے تو بطریق اولیٰ نماز تہجد کے لئے بھی نہیں ہے، اس کا جاری ہونا اوپر ذکر کردہ مقاصد کے لئے تھا جسے بعد میں ختم کردیا گیا، اس لئے مسلک حنفی میں اذان تہجد نہیں ہے جیسے کہ نماز جنازہ جو کہ فرض کفایہ ہے، اس کے لئے اذان نہیں ہے اور نماز عیدین جو کہ واجب ہیں ان کے لئے بھی اذان نہیں ہے، اسی طرح نماز تہجد کے لئے اذان دینا ابتدائی دور کے بعد باقی نہیں رہا، لیکن چونکہ اس اذان کا ذکر صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس لئے دیگر ائمہ نے اسے معمول بنانے کا مسلک اپنایا ہے جو کہ جھگڑے کی بات نہیں ہے۔ (بارش کے لئے نماز استسقاء، سورج گرہن کے لئے نماز کسوف اور چاند گرہن کے لئے نماز خسوف ہوتی ہیں)۔

س:... کیا اذان کے علاوہ بھی کسی اور مقصد کے لئے شریعت نے اذان دینے کی تعلیم دی ہے؟

ج:... جی ہاں! جن مواقع پر اذان دینے کو کہا گیا ہے۔ درج ذیل ہیں: ۱:... جب بچہ پیدا ہو تو اس کے سیدھے کان میں اذان اور اُلٹے کان میں اقامت کہی جائے۔ (اقامت کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ ۲:... مرگی کے مریض کے کان میں اذان دی جائے۔ ۳:... کفار کے ساتھ لڑائی کی شدت کے وقت اذان دی جائے۔ ۴:... جہاں آگ لگ جائے وہاں اذان دی جائے۔ ۵:... جو آدمی جل جائے اس کے کان میں اذان دی جائے۔ ۶:... جس کسی پر جنات کا اثر ہو یا جہاں جن ظاہر ہوا اور وہ کسی کو تکلیف دیتا ہو وہاں اذان دی جائے۔ ۷:... جنگل میں اگر راستہ بھول جائے اور کوئی راستہ بتانے والا نہ ہو، اس وقت اذان دی جائے۔ ۸:... شدید بارش کے وقت بھی اذان دی جائے وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: میت کو دفن کرتے وقت یا دفن کے بعد قبر کے پاس اذان دینا قرآن وحدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے۔

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

# اسلام، جمعیت اور تحفظِ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

جمعیت علمائے اسلام کے صد سالہ عالمی اجتماع اضاخیل پشاور میں حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے اپنا یہ مقالہ پیش کیا، جسے افادۂ عام کے لئے ہفت روزہ میں بطور اداریہ شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اسلام عالمی اور آفاقی مذہب ہے، اس کی تعلیمات تمام افرادِ بشر کے لیے ہیں، اسلام کسی خاص طبقے، علاقے، تہذیب یا رنگ و نسل کے لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا، بلکہ بہ یک وقت وہ تمام انسانوں سے خطاب کرتا ہے، وہ سب کے لیے دینِ رحمت ہے۔

خودسرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''إنما أنا رحمة مهداة۔'' (جامع صغیر، رقم:۲۵۸۳) ''میں سراپا رحمت ہوں، اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔''

**اسلام میں انسانیت کا احترام:**

اسلام نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے، اس کے احترام و اکرام کی تعلیم دی ہے، انسان ہونے کے ناطے اس کو پوری کائنات پر فضیلت و برتری عطا کی ہے، ارشادِ ربانی ہے:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً۔''

(بنی اسرائیل:۷۰)

''ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور خشکی اور دریا میں ان کو سوار کیا اور روزی دی ان کو پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا مقام اتنا بلند کیا ہے کہ انسان کو دنیا میں اپنی نیابت کا شرف بخشا اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی عزت و عظمت، مجد و شرافت کا انکار کرنے اور ان کے سامنے سجدۂ تعظیمی ادا کرنے پر ابلیس کو ہمیشہ کے لیے بارگاہِ صمدیت سے ذلیل و خوار کرکے نکال دیا گیا ہے۔

اسلام میں انسانی حرمت وشرافت کی کتنی پاسداری ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں تعلیم دی گئی ہے کہ انسان کا احترام پس مرگ بھی ضروری ہے اور یہ حکم ہے کہ مردے کو پوری عزت واحترام کے ساتھ غسل دیا جائے، صاف ستھرا کفن پہنا کر خوشبو سے معطر کیا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے، پھر کاندھوں پر اُٹھا کر اسے قبرستان لے جایا جائے اور دفن کیا جائے، انسان ہونے کے ناطے ہر شخص کا احترام ضروری ہے۔ ایک بار ایک غیر مسلم کا جنازہ گزر رہا تھا، سرکار دو عالم ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوگئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: یہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے، ارشاد فرمایا کہ: ''الیست نفسا'' ......''انسان تو یہ بھی ہے۔''

اسلام اور رواداری:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''یٰا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔'' (المائدۃ:۸)

''اے ایمان والو! ایسے بن جاؤ کہ اللہ (کے احکام کی پابندی) کے لیے ہر وقت تیار رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو، انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمہارے تمام کام سے پوری طرح باخبر ہے۔''

رواداری کے سلسلہ میں یہ آیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ رواداری کو عدل کا مترادف قرار دیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ مذہب، تہذیب، ثقافت، زبان یا رنگ ونسل میں اختلاف رکھنے والے ہر شخص کے ساتھ خواہ وہ دوست ہو یا دشمن؛ اس کے ساتھ آپ عدل وانصاف کا معاملہ کریں، اس کے مذہب وغیرہ کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے، نہ کسی طرح کی زیادتی یا ظلم روا رکھا جائے۔ آیت کریمہ کا مطلب یہی ہے کہ کسی قوم سے تمہاری عداوت اور دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف کو چھوڑ دو، بلکہ تم کو تو ہر حال میں انصاف ہی کرنا ہے۔

مذہبی آزادی کا تحفظ:

اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ بڑی شد ومد سے کیا جاتا رہا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے اور اسلام نے انسانوں کی مذہبی آزادی کا لحاظ نہیں کیا ہے، بلکہ لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور کیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے بنی نوع انسانی کی مذہبی آزادی کا جتنا تحفظ کیا ہے، اس کی مثال کسی اور مذہب یا تہذیب میں نہیں ملتی۔ اسلام سے پہلے مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں بے رحمی اور تشدد اتنا زیادہ تھا کہ جو لوگ انکار کرتے وہ بھڑکتی آگ میں جھونک دیے جاتے تھے، پھاڑ کھانے والے درندوں کے سامنے ڈال دیے جاتے تھے، تانبہ پگھلا کر ان پر ڈالتے تھے یا ان کو مدہم آگ پر کئی کئی روز تک لٹکائے رہتے تھے، ان کے شور وفغاں کی بالکل پروا نہیں کی جاتی تھی۔ (المدنیۃ والاسلام، ص:۱۴۳)

اسلام ساری انسانیت کے لیے پیام رحمت بن کر آیا، اس نے دین ومذہب کے سلسلے میں بھی بڑی وسعت ظرفی اور حوصلے کا مظاہرہ کیا اور اعلان کیا کہ: ہر شخص کو مذہب کے سلسلے میں مکمل آزادی ہے، ارشاد ربانی ہے:

''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔'' (البقرۃ:۲۵۶)

''دین کے سلسلے میں کسی طرح کی کوئی زور وزبردستی نہیں ہے، ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے۔''

ایک انصاری صحابیؓ کے دولڑکے عیسائی تھے، انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے دونوں لڑکوں کو اسلام لانے کے لیے مجبور کرنا چاہتا ہوں، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ دین میں کوئی زور وزبردستی نہیں، تو صحابیؓ اپنے ارادے سے باز آگئے۔

قرآن کریم میں نبی رحمت ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، زور وزبردستی کرنے والے (داروغہ) نہیں۔''

(الغاشیۃ:۲۱،۲۲)

اسلامی قانون میں مذہبی آزادی اور رواداری کی حسب ذیل اہم بنیادیں ہیں، جو قرآن کریم کے نصوص سے ماخوذ ہیں:

۱:......تمام سماوی مذاہب وادیان کا سرچشمہ ایک ہے، ارشادِ ربانی ہے: اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے، جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا گیا اور جس کا حکم آپ کو بھی دیا گیا اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی دیا کہ قائم کرو دین کو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ (الشوریٰ:۱۳)

۲:......تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے، ان میں تفریق درست نہیں۔ (البقرۃ:۱۳۶)

۳:......دین میں جبر واکراہ اور زور وزبردستی نہیں، دین ومذہب کے اختیار کرنے کا معاملہ ہر انسان کی رضا اور رغبت پر موقوف ہے۔ (البقرۃ:۲۵۶ و یونس:۹۹)

۴:......تمام ادیان کی عبادت گاہیں اور مذہبی مقامات قابل احترام ہیں، ان کی حمایت اور دفاع ضروری ہے۔ (الحج:۴۰)

۵:......دیگر مذاہب کے معبودوں کو برا نہ کہا جائے۔ (الانعام:۱۳)

۶:......مذہبی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو قتل کرنے یا ایک دوسرے پر تعدی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور نیکی کے کاموں کو فروغ دینے اور برائی کو مٹانے میں باہمی تعاون پر زور دیا گیا ہے۔ (المائدۃ:۲)

۷:......دنیاوی زندگی میں لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دیے جانے کا معیار اور خود اللہ کے نزدیک معیارِ فضیلت، پاکبازی، تقویٰ شعاری، نیکی وبھلائی کے کاموں میں سبقت ہے۔ (الحجرات:۱۳)

۸:......دنیوی، مذہبی اختلاف، نیکی، صلہ رحمی اور ضیافت ودل داری میں حائل نہ ہونا چاہیے۔ (المائدۃ:۵)

۹:......ایک دوسرے کے مذاہب سے متعلق مذاکرات اور بحث ومباحثہ اچھے اسلوب میں احترام کی حدود میں رہ کر کیا جانا چاہیے۔ (العنکبوت:۴۶)

۱۰:......دیگر مذاہب والوں کے بارے میں بھی عدل اور اعتدال پر قائم رہنا ضروری ہے۔ (المائدۃ:۱)

**عیسائیوں کے ساتھ رواداری:**

عیسائیوں کے ساتھ بھی سرورِ دوعالم ﷺ نے مثالی رواداری برتی۔ مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان واقع ''نجران'' کا ایک موقر وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا، انہوں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ مذہبی معاملات میں گفتگو کی، عیسائیوں کے ساتھ اس موقع پر ایک تاریخی معاہدہ ہوا، جس میں عیسائیوں کو مختلف حقوق دینے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ معاہدے کی دفعات درج ذیل ہیں:

۱:......ان کی جان محفوظ رہے گی۔ ۲:......ان کی زمین، جائیداد اور مال وغیرہ ان کے قبضے میں رہے گا۔ ۳:......ان کے کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے گی۔ مذہبی عہدے دار اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے۔ ۴:......صلیبوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ ۵:......ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔ ۶:......ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی۔ ۷:......اور نہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا۔ ۸:......ان کے ملک میں فوج نہ بھیجی جائے گی۔ ۹:......ان کے معاملات اور مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے گا۔ ۱۰:......ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔ ۱۱:......سودخوری کی اجازت نہ ہوگی۔ ۱۲:......کوئی ناکردہ گناہ کسی مجرم کے بدلے میں نہ پکڑا جائے گا۔ ۱۳:......اور نہ کوئی ظالمانہ زحمت دی جائے گی۔ (دینِ رحمت، ص:۲۳۹، فتوح البلدان بلاذری)

مذکورہ بالا جو حقوق اسلام نے دیگر اقوام اور رعایا کو عطا کیے ہیں، ان سے زیادہ حقوق تو کوئی اپنی حکومت بھی نہیں دے سکتی۔

جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہیں، اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ اللہ ورسول کی پناہ میں ہیں، اسی لیے ان کو ذمی کہا جاتا ہے، اسلامی قانون یہ ہے کہ جو غیر مسلم (ذمی) مسلمانوں کی ذمہ داری میں ہیں، ان پر کوئی ظلم ہو تو اس کی مدافعت مسلمانوں پر ایسی ہی لازم ہے جیسی خود مسلمانوں پر ظلم ہو تو اس کا دفع کرنا ضروری ہے۔ (المبسوط للسرخسی، ص:۸۵۱)

**انسانی جان کی حفاظت:**

اسلام سے پہلے انسانی جان کا کوئی احترام نہ تھا، قتل وخوں ریزی عام تھی، ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن تھا، امن وامان ناپید تھا، انسانی رشتوں کا پاس ولحاظ

نہیں رہا تھا، اسلام نے تشدد پسندی اور دہشت گردی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور انسانی جانوں کی عظمت وحفاظت کا حکم دیا، امیر ہو یا غریب، سلطان ہو یا گدا، مرد ہو یا عورت، متمدن ہو یا غیر متمدن، تعلیم یافتہ ہو یا ناخواندہ، بڑے خاندان کا ہو یا چھوٹے خاندان کا، مسلمان ہو یا غیر مسلم، تمام لوگوں کی جانوں کی حفاظت کو ضروری قرار دیا گیا اور اس سلسلے میں کسی امتیاز اور تفریق کو روا نہیں رکھا گیا۔ اسلام نے انسانی جان کو حرمت وعظمت عطا کی اور اس کی بے حرمتی کی سختی سے ممانعت کی، قتل وخوں ریزی کا ترغیب وترہیب کے ذریعے سدباب کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔“ (بنی اسرائیل:۳۳)

”جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس کو قتل نہ کرو، مگر حق شرعی کے ساتھ۔“

اسلام نے ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مساوی قرار دیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِی الْأَرْضِ فَکَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ أَحْیَاھَا فَکَأَنَّمَا أَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔“

(المائدۃ:۳۲)

”جو شخص کسی ایسی جان کو قتل کرے، جس نے کسی کو قتل نہ کیا ہو، اور نہ اس نے روئے زمین پر فساد برپا کیا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جو کسی انسانی زندگی کے بقا کا سبب بنا تو اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔“

### انسانی عزت وناموس کا تحفظ:

انسان کی عزت وآبرو کی حفاظت کو اسلام نے بڑی اہمیت دی ہے اور اسے انسان کے بنیادی حقوق میں شامل کیا ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عزتِ نفس اور خودداری عطا کی ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، یا کسی بھی رنگ ونسل، ملک ووطن اور ذات برادری سے تعلق رکھتا ہو، عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے، تو انسان سخت اذیت محسوس کرتا ہے۔ انسانی عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر ہی اسلام نے انسانی مساوات کی تعلیم دی ہے، انسانوں میں ان کی خصوصیات یا کمالات اور تدین وتقویٰ کے اعتبار سے تو فرقِ مراتب ہو سکتا ہے، لیکن بہ حیثیت انسان تمام افرادِ بشر میں وحدت ومساوات ہے۔

اسلام نے ان تمام باتوں سے شدت سے منع کیا ہے، جن سے کسی انسان کی عزتِ نفس متاثر ہو اور اس کی تذلیل یا تحقیر ہو، چنانچہ کسی پر الزام تراشی، غیبت وبدگوئی، چغل خوری، دوزخا پن، استہزاء وتضحیک، عیب جوئی، بدگمانی، تکبر اور غرور، بغض وحسد اور کینہ وغیرہ سے باز رہنے کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْئَۃً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِیْنًا۔“ (النساء:۱۱۲)

”جو کوئی خطا یا گناہ کرے، پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے اس نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لادا۔“

## جمعیت علمائے اسلام کے اہداف ومقاصد

دستور العمل جمعیت علماء ہند کے الفاظ میں اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں:

دفعہ:۳:...... اسلامی نقطۂ نظر سے ملت اسلامیہ کی حسب ذیل امور میں رہنمائی اور جدوجہد کرنا:

الف:...... اسلام، مرکز اسلام (حجاز) جزیرۂ عرب اور شعائر اسلام کی حفاظت اور اسلامی قومیت کو نقصان پہنچانے والے اثرات کی مدافعت۔

ب:...... مسلمانوں کے مذہبی اور وطنی حقوق اور ضروریات کی تحصیل وحفاظت۔

ج:...... علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا۔

د:...... ملت اسلامیہ کی شرعی تنظیم اور محاکم شرعیہ کا قیام۔

ہ:...... شرعی نصب العین کے موافق قوم اور ملک کی کامل آزادی۔

و:...... مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی اصلاح اور اندرونِ ملک حسب استطاعت اسلامی تبلیغ واشاعت۔

(باقی صفحہ 24 پر)

# ماہِ رجب اور معراج

حضرت مولانا مفتی محمد نجیب سنبھلی قاسمی مدظلہ

ماہِ رجب:

قرآن وحدیث کی روشنی میں ماہِ رجب کے متعلق چند امور تحریر کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے والا بنائے، آمین۔

رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے، جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے، جوحسب ذیل ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔

ان مہینوں کو حرمت والے مہینے اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام سے جو فتنہ وفساد، قتل و غارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، منع فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر ان چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلم رہی ہے، حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

☆...... ماہِ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا۔ نماز کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہے۔

☆...... اس ماہ میں روزہ رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا۔ روزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ کے روزہ رکھنا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ ماہِ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنے کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔

☆...... ماہِ رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علما مورخین کی رائے مختلف ہیں۔ البتہ ماہِ رجب میں عمرہ کی ادائیگی کی جاسکتی ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

☆...... رجب کا مہینہ شروع ہونے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان۔"

ترجمہ: "اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہِ رمضان تک ہمیں پہنچا۔" (مسند احمد)

لہٰذا ماہِ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل کوئی اور دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے۔ ماہِ رجب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

معراج کا واقعہ:

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق مورخین اور اہلِ سیر کی رائے مختلف ہیں۔ ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال ۲۷؍رجب کو ۵۱ سال ۵ مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆...... اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے، اس کو اسراءً کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا، اس کا نام معراج ہے، جس کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں ہے اور احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے، یعنی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی ایک بڑی تعداد سے معراج سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کردیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو قادرِ مطلق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہوجاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

خالق کائنات نے اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ

شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔ واقعۂ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ رات کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ براق پر لے گئے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا کی طرف لے چلے اور وہاں آسمانوں پر مختلف جلیل القدر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ایک ایسے مقام پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا کہ جہاں کسی فرشتے کو بھی رسائی حاصل نہیں ہے۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ وقت نماز کی فرضیت کا حکم ہوا۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور دوزخ کا بھی مشاہدہ کرایا گیا۔ معراج کے واقعہ سے متعلق کوئی خاص عبادت ہر سال ہمارے لئے مسنون یا ضروری نہیں ہے۔

معراج میں پچاس نمازیں امت مسلمہ پر فرض کی گئی تھیں، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیا، چنانچہ دس نمازیں کم کردی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کرتے رہے، یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں فرض باقی رہ گئیں، لیکن احادیث کی روشنی میں پانچ نمازیں پڑھنے پر ان شاء اللہ! پچاس ہی نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

صرف نماز ہی دین اسلام کا ایک ایسا عظیم رکن ہے، جس کی فرضیت، زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر ایک بلند و بالا مقام پر معراج کی رات میں ہوئی۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت نماز کا تحفۂ بذات خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

معراج کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جلیل القدر انبیاء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں:

☆...... پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے۔

☆...... دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔

☆...... تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے۔

☆...... چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے۔

☆...... پانچویں آسمان سے حضرت ہارون علیہ السلام سے۔

☆...... چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

☆...... ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے۔

☆☆...............☆☆

## جناب محمد طاہر لدھیانویؒ کی رحلت

جناب محمد طاہر لدھیانویؒ جامعہ مدینۃ العلوم فیصل آباد کے بانی حضرت مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ کے بڑے بھائی تھے۔ تقریباً ۲۵ سال تک جامعہ میں نظامت کی خدمات سرانجام دیتے رہے، زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود حسابات کی صحت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ابتدائی عمر سے مجلس احرار اسلام سے تعلق تھا اور یہ تعلق تادم زیست استوار رہا۔ حالات کے اتار چڑھاؤ نے ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی۔ بندہ ہر سال چناب نگر کورس کے سلسلہ میں طلبا میں ترغیبی بیان کے لئے جاتا تو دفتر میں انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ جماعتی کارکردگی سے متعلق سوال کرتے اطمینان بخش جوابات پر خوشی کا اظہار فرماتے۔ ان کا دوسرا سوال ابنائے امیر شریعت بالخصوص حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری دامت برکاتہم کے متعلق ہوتا۔ ان کی صحت کا سن کر خوش ہوتے اور علالت کا سن کر پریشان ہوتے۔ ختم نبوت کا تحفظ، ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور انہیں یہ عمل والد محترم سے وراثت میں ملا تھا۔ آپ کے والد محترم نیک اور صالح انسان تھے، قرآن پاک کے عاشق صادق تھے، ایک منزل روزانہ کا معمول تھا۔ موصوف لاولد تھے، ان کی اہلیہ محترمہ چند ماہ پہلے فوت ہوئیں اور آپ ۲۹ رشوال المکرم ۱۴۳۷ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں سینکڑوں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ اور قرائے نے شرکت کی۔ اللہ پاک انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

# معاشرہ کی تعمیر میں دل کا کردار!

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی

دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں جنہیں ہر وقت اپنے دل کو غلط خیالات سے پاک صاف رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے، اگر انسان کا دل غلط تصورات اور عیوب ونقائص سے پاک ہوتا ہے تو وہ عین فطرت انسانی کے مطابق کام کرتا ہے اور اس سے کوتاہی اور غلط کام کا ظہور نہیں ہوتا، اس کی مثال اس صحیح مشین (Working Order) سے دی جاتی ہے جس کے تمام کل پرزے برابر کام کرتے رہتے ہیں اور مالک کو ان پر اعتماد ہوتا ہے، اگر یہ مشین یوں ہی چھوڑ دی جائے، اس سے پرانے تیل کو نکال کر نیا تیل نہ ڈالا جائے اور خراب پرزوں کو بدلا نہ جائے تو مالک کو اس سے کم منافع حاصل ہوں گے اور ناگاہ وہ اپنا کام کرنا بھی چھوڑ دے گی، جس کی وجہ سے جملہ سرگرمیاں ٹھپ پڑ جائیں گی۔

دل انسان کے جسم میں طاقت وقوت کا سرچشمہ ہے، رگوں تک خون پہنچانے کا آلہ ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو پورا نظام جسمانی اپنا کام صحیح ڈھنگ پر انجام دیتا رہتا ہے اور داخلی امراض سے وہ محفوظ رہتا ہے، دل جس طرح سے انسان کے جسمانی نظام کا مرکز ہوتا ہے اسی طرح اس کے روحانی نظام کا تعلق بھی دل ہی سے ہوتا ہے، جب دل پاک ہوتا ہے تو انسان کا ہر عمل درست و پاکیزہ ہوتا ہے، اس کے ذریعہ ہر پاکیزہ انسانی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے، یہی دل جب اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہتا ہے تو اس کے حامل کو روحانی غذا ملتی رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ نرمی کے مقام پر نرمی اور سختی کے مقام پر سختی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔

اس کے برعکس ایک گناہگار اور فاجر و فاسق شخص کے دل میں ارتکاب گناہ کے بعد ذرا کسک پیدا نہیں ہوتی، وہ بُرے کام میں منہمک و مصروف رہتا ہے، اقوال رسول اور نفس کی شیطنت کے درمیان تمیز پیدا نہیں کرتا، وہ گناہ کا اتنا عادی اور رسیا ہو جاتا ہے کہ فطرت بھی اس سے پناہ مانگتی ہے اور وہ شرافت و نجابت، زہد وقناعت اور صلاح وتقویٰ کے لبادہ کو اتار کر پھینک دیتا ہے اور قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ ہے:

''کلا بل ران علی قلوبھم ما کانو یکسبون۔'' (سورۂ مطففین:۸۳)

ترجمہ: ''ہرگز ایسا نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔''

آقائے مدنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگوں کے قلوب پر غفلت و نسیان کا غلبہ تھا، ان پر کفر وشرک کا دبیز زنگ بیٹھ گیا تھا، ایمان وعمل کی کوئی جھلک بھی نہیں دکھائی دیتی تھی، شراب نوشی اور بے حیائی نے وہاں کے باشندوں کو سنجیدگی سے سوچنے کا موقع ہی فراہم نہیں کیا، ان کے نظام ہائے حیات بھی اتھل پتھل کے شکار تھے، ان کی زندگی شقاوت وقساوت سے عبارت تھی، ضلالت و گمراہی عام تھی اور ظلم وزیادتی کا بازار ان کے اندر گرم رہتا تھا، ایسے پُرآشوب حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ ناتواں پر نبوت کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی اور تعلیم وتربیت، تزکیہ واحسان اور لوگوں کے قلوب کی صفائی کی تاکید فرمائی گئی، غرض یہ کہ نبوت کے چہارگانہ صداقت سے متصف ہونے کو کہا گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔'' (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے ہیں، اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

آج اگر ہم معاشرۂ انسانی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو لوگوں کو فواحش ومنکرات میں مبتلا پاتے ہیں، عیاری، مکاری اور جعل سازی میں وہ اتنے بڑھ چکے ہیں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے، ایسے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہمیں یاد آتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''خبردار! جسم انسانی میں گوشت کا ایک

لوتھڑا ہے، اگر وہ درست رہتا ہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، سن لو! وہ دل ہے۔"

درحقیقت قلب ہی ایک انسان کے افکار و خیالات کا سرچشمہ ہے، وہ خوشی و ناراضگی صلاح و فساد، نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے اور محبت و عداوت کے اظہار کا مرکز ہے، اسی وجہ سے اس کی طہارت و نظافت کا خیال رکھنا، اس کو اطمینان وسکون بہم پہنچانا بے حد ضروری ہے، اس حقیقت سے دنیا کے اکثر انسان ناآشنا ہیں، حتیٰ کہ عالمی فلسفوں اور مختلف تہذیبوں کے متوالے بھی اس سے ناواقف ہیں، انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ تہذیب کی تعمیر و تخریب میں اس کا کیا کردار رہا ہے؟ اس کردار سے عدم واقفیت ہی نے یورپ کے باشندوں کو دل کا مریض بنا دیا ہے، جس کی وجہ سے وہاں کثرت سے دل کے دورے پڑتے ہیں، بالآخر وہ اس کی سرجری کرتے ہیں اور فطری طریقے سے اس کو خون فراہم کرنے کا راستہ بناتے ہیں۔

امراض قلب کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ اللہ کے ذکر سے ہی قلب کو تمام بیماریوں سے پاک و صاف رکھا جاسکتا ہے، جو بندہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے اس کو قلب کی ظاہری و باطنی کوئی بیماری نہیں لاحق ہوتی ہے۔ دینی اعتبار سے قلب ایمان وایقان کا مرکز ہے، وہ کبھی کبھی اخلاقی امراض پر بندش لگانے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں ہاتھ اور زبان کا نمائندہ ہوتا ہے، اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ: "تم میں سے اگر کوئی شخص برائی دیکھے تو ہاتھ سے ختم کرنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان کے ذریعہ اس کو ختم کرے، اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔"

بعض لوگوں نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ دل صرف رگوں تک خون سپلائی کرنے کا آلہ ہے، اسی پر اعتماد کر کے انہوں نے قلب کی فعالیت اور تاثیر سے چشم پوشی کی اور اس کو صاف و ستھرا رکھنے کے وسائل فراہم نہیں کئے، چنانچہ وہ خسارے میں رہے، دل کو صرف رگوں اور جسم کے پورے حصے میں خون پہنچانے کا آلہ سمجھنا، ذکر واذکار سے اس کو پاک نہ کرنا اور اس کے قائدانہ کردار سے تغافل برتنا یہ سب غیر دانشمندانہ اور غیر اسلامی اعمال ہیں اور اسلام قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتا بلکہ وہ تو ذکر واذکار، توجہ وانابت الی اللہ میں مشغول رکھنے کا حکم دیتا ہے، کیونکہ ان کے ذریعہ انسان کو فکری و روحانی غذا ملتی ہے اور ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔" (حم سجدہ:۳۰)

ترجمہ: "جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے کہ) نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اس کی خوشخبری حاصل کرو)۔"

قرآن کریم کی اس آیت سے زیادہ قوی کیا کوئی دلیل ہوسکتی ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے حاملین کے قلوب پر نہ دنیا میں غم کا اثر ہوگا

## سمندری میں پانچ روزہ ختم نبوت کورس

فیصل آباد.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم الاسلامیہ سمندری میں پانچ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں ۷۹ دینی طلبا اور اتنی ہی تعداد میں طالبات نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جواں سال مبلغ مولانا خبیب احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وعظمت، قادیانیوں کا نظریہ اجرائے نبوت اور ان کے شبہات کے جوابات، حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام از قرآن وحدیث، قادیانیوں کا نظریہ وفات عیسیٰ علیہ السلام اور اس پر ان کے شکوک وشبہات کے جوابات، مرزا قادیانی کے کذبات، جھوٹی پیشگوئیاں، مباہلے، فحش گالیاں اور دیگر بہت سے مسائل پر نوٹس تیار کرائے۔

امتحان میں اول، دوم اور سوم پوزیشن طالبات نے حاصل کی۔ اول، دوم آنے والی بچیوں کو ایک ایک ڈنر سیٹ اور ایک عدد استری، میڈل، سندات ان کی استانیوں کے ہاتھوں دلوائی گئیں۔ طلبا کو سندات، انعامات، میڈل مقامی مجلس کے امیر، امام القرا حضرت اقدس مولانا قاری رحیم بخشؒ کے فرزند نسبتی حضرت مولانا قاری احمد رضا شاہ، مولانا اسلام عتیق اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں دلوائے گئے۔

یہ تقریب ۶؍ مارچ صبح دس بجے سے ۱۲ بجے تک منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا سید احمد رضا شاہ نے کی۔ حضرت شاہ صاحب اور جامعہ کے صدر مولانا قاری امجد اقبال کو میڈل مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں دلوائے گئے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے تفصیلی خطاب میں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات کو خراج تحسین پیش کیا۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری کے سابق مبلغ مولانا محمد علی جانبازؒ والد محترم مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید کی خدمات کو سراہا۔

اور نہ آخرت میں وہ پریشان ہوں گے، وہ جنت کی سدا بہار و لازوال نعمتوں کے بیچ زندگی گزاریں گے اور ان کو ایسی دائمی زندگی نصیب ہوگی جو کبھی فنا نہیں ہوگی اور ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کا اندازہ اس دنیاوی زندگی میں نہیں لگایا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام اطاعت و فرمانبرداری میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے اور معاشرۂ انسانی میں احکام الٰہی کے نفاذ کی ترغیب دیتا ہے اور اس دین قیم کی نشر و اشاعت پر مامور کرتا ہے جس کی تمام ترجہات قلب ہی پر مرکوز ہوتی ہیں، اسلام، اسلامی تہذیب کے ان بنیادی ستونوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کا حکم دیتا ہے جو آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یوں بیان کیے گئے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: (۱) کلمۂ طیبہ کی گواہی دینا، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا، (۵) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

ان بنیادی احکامات پر عمل کرنے والے افراد ہی قلب سلیم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، وہ زمانہ کا شکوہ نہیں کرتے، بلکہ ایمان کامل کے ہتھیار سے لیس ہوکر زمانہ کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کسب فیض کرتے ہیں جن کی زندگی کا ابتدائی مرحلہ شرک پرستی و بت پرستی سے پراگندہ ماحول میں گزرا تھا، لیکن انہوں نے لوگوں تک خدا کا حقیقی پیغام پہنچایا، نامساعد حالات کی پرواہ نہیں کی، بادشاہ وقت نمرود کی طرف سے آگ میں ڈالے جانے کا جو منصوبہ طے پایا تھا اس سے بھی خوف نہیں کھایا، نہ اس سے دل برداشتہ ہوئے اور نہ شرک سے سمجھوتہ کیا۔ بقول شاعر:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس قائدانہ کردار سے بنی نوع انسان کو ایک نیا راستہ دکھایا اور یہ تعلیم دی کہ اگر انسان ایسے ماحول میں ہو جہاں شرک و بت پرستی عام ہو، مجاورین اور پروہتوں کی کثرت ہو اور حالات صحیح رخ اختیار نہ کرسکے ہوں، اسلام دشمن طاقتیں برسرپیکار ہوں تو گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اپنے قلب کے اندر ایمان کی شمع روشن کرکے دعوت اسلامی کے عظیم فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا، کیونکہ وہ وسیع دماغ کے مالک تھے، قلب سلیم جیسی عظیم نعمت ان کو حاصل تھی، امن و امان اور چین و سکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، ان پر رحمت کی گھٹائیں چھائی رہیں، ہر طرف سے خدا کا تحفظ حاصل رہا، وہ خدا کے فرمانبردار، کلمہ توحید کو بلند کرنے والے اور عظیم داعی الی اللہ تھے، بالآخر طاغوتی طاقتوں کا سر نیچا ہوا، حق کا بول بالا ہوا، ایمان کامل اور قلب سلیم جیسے ہتھیار نے اپنا کام کردکھایا۔

اس وقت ہمیں بھی حالات حاضرہ کے پیش نظر اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرکے معاشرہ کی اصلاح میں تعمیری کردار ادا کرنے کی بے حد ضرورت ہے تاکہ دنیا سے شر و فساد اور بگاڑ کا خاتمہ ہو اور لوگ فطرت کے مطابق زندگی بسر کریں اور اپنے مالک و خالق کی یاد میں لگے رہیں۔

☆☆..........................☆☆

## راولپنڈی کے مدارس میں بیانات

راولپنڈی (مولانا محمد طیب) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما استاذ المبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی داتا ضلع مانسہرہ کے دو روزہ کورس سے فارغ ہوکر راقم کی معیت میں اسلام آباد تشریف لے آئے۔ جہاں آپ نے ۲۴ر مارچ رات کا آرام و قیام دفتر مجلس میں کیا۔ اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار کی نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں ۲۵ر مارچ کو خطاب فرمایا، جس میں جامعہ کے طلبا سمیت سینکڑوں نمازیوں نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت کا پس منظر، علماء کرام، مشائخ عظام کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عظیم الشان خدمات پر روشنی ڈالی۔ نیز استاذ محترم نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی سلسلہ میں خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ استاذ محترم نے فرمایا: شیخ القرآن باطل قوتوں کے مقابلہ میں ننگی تلوار تھے، مصلحت نام کی کوئی چیز ان کی زندگی میں نہ تھی، جو حق سمجھتے ڈنکے کی چوٹ بیان کرتے۔ انہوں نے کہا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء فیصلہ کے دن سے ایک رات پہلے دارالعلوم تعلیم القرآن میں عظیم جلسہ تھا، جس میں علماء کرام، مشائخ عظام، مختلف دینی و سیاسی جماعتوں نے الاؤ گرم رکھا اور اسمبلی میں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی نے مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں اسمبلی میں نمائندگی کا حق ادا کردیا، اور اگلے روز ۷ر ستمبر کو قومی اسمبلی کے راکین نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور سینیٹ نے چند منٹوں میں اس ترمیم کی منظوری دی۔ مولانا شجاع آبادی نے راقم کی معیت میں جامعہ فاروقیہ دھمیال میں بھی خطاب فرمایا اور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

# جامعہ رشیدیہ اور تحفظِ ختم نبوت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۳۰ مارچ کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ختم بخاری شریف کے پروگرام میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جی چاہتا ہے کہ جامعہ رشیدیہ جو ہمارے بزرگوں کا مسکن رہا ہے کی تاریخ سے متعلق چند ایک گزارشات پیش کی جائیں تاکہ قارئین کو اس مجاہد ادارہ کی تاریخ سے متعلق آگاہی ہو۔

جامعہ رشیدیہ کی بنیاد ۱۹۰۱ء میں رائے پور گجراں جالندھر انڈیا بھی رکھی گئی اور اس وقت کے علماء وصلحا نے اس ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اللہ پاک کی قدرت دیکھئے کہ اگر ایک طرف ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی کذاب نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے نظر آتا ہے تو اسی سال اس کے تعاقب کے لئے بھی ایک ادارہ معرض وجود میں آیا ہے جس نے اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ قیام پاکستان تک یہ ادارہ رائے پور گجراں جالندھر میں دینی علوم کی نشر واشاعت اور دعوت وتبلیغ میں مصروف رہا، جس میں اکابر علماء کرام نے تعلیم حاصل کی۔

**جامعہ کی نشاۃ ثانیہ:** ۱۹۴۸ء میں (منٹگمری) ساہیوال میں ہوئی، جس میں جید علماء کرام، مشائخ عظام نے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی جس میں مورخ اسلام مولانا سید سلیمان ندویؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا مفتی فقیر اللہ جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ (المعروف حضرتؒ ۱۱ والے)، حضرت مولانا عبدالعزیز زراعتی فارم اور دیگر کئی ایک علماء کرام اور مشائخ عظام پیش پیش تھے۔ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ مہتمم اور ناظم اعلیٰ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)، شیخ الجامعہ قرار پائے، مولانا لطف اللہ جالندھریؒ شہید مبلغ قرار پائے۔ موصوف ایک تبلیغی پروگرام میں ۱۹۵۷ء میں جا رہے تھے کہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جامعہ نے فعال کردار ادا کیا۔ چنانچہ جسٹس منیر جل بھن کر جامعہ رشیدیہ کا بار بار نام لیتا ہے۔ اس تحریک کے دوران ناظم جامعہ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کو ایک سال قید بامشقت اور شیخ الجامعہ مولانا محمد عبداللہؒ ۹ ماہ قید بامشقت، مبلغ جامعہ مولانا قاری لطف اللہ شہیدؒ کو ایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔

**ایک عجیب واقعہ:** حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم فرماتے ہیں: حضرت شیخ الجامعہ کی گرفتاری کو جب ایک ماہ مکمل ہوا تو مدرسہ کی طرف سے مشاہرہ بھجوایا گیا تو حضرت شیخ کی اہلیہ محترمہ نے یہ کہہ کر مشاہرہ واپس کر دیا کہ چونکہ میرے میاں پڑھا نہیں رہے۔ اس لئے وظیفہ کا استحقاق نہیں ہے۔ دفتر کے زعماء نے کہا کہ ختم نبوت کا تحفظ مدرسہ کے بنیادی اہداف میں سے ہے۔ لہٰذا گویا وہ مدرسہ کے کام میں مصروف ہیں تو مائی صاحبہ مشاہرہ لے کر محفوظ رکھتی گئیں تا آنکہ مولانا رہا ہو کر آئے، گھر کے حالات دریافت فرمائے۔ اہلیہ محترمہ نے بتلایا کہ دفتر کے ذمہ داروں نے مشاہرہ بھجوایا تھا۔ حضرت نے غصہ کے انداز میں فرمایا: تو نے لے لیا۔ اہلیہ محترمہ نے کہا کہ میری بات مکمل تو ہونے دیں، فرمایا: بتلائیں۔ مائی صاحبہ نے کہا کہ وہ وظیفہ میں نے خرچ نہیں کیا وہ محفوظ ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ گھر کا خرچہ کیسے چلتا رہا؟! اہلیہ محترمہ نے بتلایا کہ جب آپ کے شاگردوں کو معلوم ہوا کہ استاذ گرفتار ہو گئے تو کسی نے آٹا، کسی نے گندم، کسی نے شکر اور گڑ اور کسی نے گھی بھجوا دیا، اس طرح نظام چلتا رہا۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ آپ کا نظام اس طرح چلتا رہا اور میرا نظم جیل میں... تو یہ وظیفہ ہمیں واپس کر دینا چاہئے۔ جب وظیفہ واپس بھیجا گیا تو دفتر والوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ فیصلہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیر المدارس ملتان کے پاس پہنچا۔ حضرتؒ نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد فرمایا کہ فتویٰ کی رو سے تو مشاہرہ حلال ہے، لیکن میری رائے بھی مولانا محمد عبداللہ کے ساتھ ہے، چنانچہ مشاہرہ دفتر کو واپس کر دیا گیا.... کیسی اجلی سیرت والے لوگ تھے۔

مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ ۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک قادیانیت کے خلاف اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شب و روز مصروف عمل رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی پروانہ وار حصہ لیا اور ۱۹۸۴ء میں بھی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک میں حضرت فاضل رشیدیؒ کے فرزند نسبتی مولانا قاری بشیر احمد حبیب اور

طالب علم رفیق اظہر نے جام شہادت نوش فرمایا۔

مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کے بعد مولانا ولی محمدؒ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوریؒ مہتمم بنائے گئے۔ حضرت مولانا ولی محمدؒ کے بعد ۱۹۹۴ء میں کچھ عرصہ آپ کے فرزند ارجمند قاری عبدالہادی کو ذمہ دار قرار دیا۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مطیع اللہ رشیدی اور فاضل دیوبند مولانا عبدالرشید مہتمم قرار پائے، ۲۰۱۳ء سے مہتمم اب حضرت شیخ الجامعہ مولانا محمد عبداللہؒ کے پوتے مولانا کلیم اللہ اور قاری بشیر احمد حبیب شہید کے فرزند ارجمند قاری سعید ابن شہید ناظم اعلیٰ ہیں۔

جامعہ رشیدیہ ہمیشہ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ، شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ سمیت مجلس کے زعماء وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے۔ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ ابتدائی زمانہ میں جامعہ میں مدرس رہے۔ قصہ مختصر یہ کہ جامعہ تحریک ختم نبوت کا ہمیشہ مرکز رہا ہے۔ ۳۰ مارچ کو جامعہ کا ختم بخاری کا جلسہ تھا تو مہتمم جامعہ مولانا کلیم اللہ رشیدی سلمہ کی فرمائش پر راقم نے وعدہ کرلیا۔ چنانچہ میٹنگ درمیان میں چھوڑ کر ساہیوال کے لئے عازم سفر ہوئے۔ بندہ نے جب جامعہ میں قدم رکھا تو کوئی قاری صاحب تلاوت کلام میں مصروف تھے۔ تلاوت کے بعد جامعہ کے درجہ کتب کے استاذ ملک کے نامور ثناء خوان مولانا شاہد عمران عارفی نے شاندار نعتیہ کلام پیش کیا۔ حمد و نعت کے بعد راقم نے عقیدہ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت اور ''تحریک ختم نبوت میں رشیدی خاندان کا کردار'' کے عنوان پر تقریباً آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس دیا۔ نیز خاندان رشیدی کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی۔ آخری خطاب نامور عالم دین اور کئی ایک اخبارات میں کالم لکھنے والے مولانا زاہد الراشدی نے خطاب فرمایا اور محفل مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

**جامعہ محمدیہ میں خطبہ جمعہ:** مجلس کے مقامی ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار مدظلہ عمرہ کے مبارک سفر پر ہیں۔ ان کی مسجد جامع مسجد چک نمبر ۸۵ میں راقم نے خطبہ جمعہ دیا۔ جمعۃ المبارک کے بعد ساہیوال شہر کے نامور عالم دین مولانا مفتی ذکاء اللہ زید مجدہ ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

**جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال:** جامعہ علوم شرعیہ مولانا علامہ غلام رسولؒ، مولانا عبدالمجید انورؒ، مولانا مقبول احمدؒ نے ۶ کنال زمین پر قائم کیا۔ جہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ آج کل جامعہ کا نظام مولانا طارق مسعود مدظلہ اور ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد نافع کے ہاتھ میں ہے۔ ۳۱ مارچ صبح ساڑھے نو بجے تا ساڑھے دس بجے جامعہ میں بیان ہوا، جس میں پندرہ ساتھیوں نے چناب نگر کورس میں شرکت کا وعدہ فرمایا۔

**جامعہ ابوہریرہ میلسی:** میلسی کے فاضل نوجوان عالم دین نے کینال روڈ پر خوبصورت دو منزلہ مسجد اور دو منزلہ مدرسہ قائم کیا، جو میلسی شہر کا مرکزی ادارہ ہے۔ ہمارے استاذ جی حضرت حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس سرہ کے حکم پر دورۂ حدیث شروع کیا گیا، ہر سال استاذ جی ختم بخاری کے موقع پر تشریف لاتے اور بخاری شریف کا آخری درس دیتے۔ امسال بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس سیّدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم نے دیا۔

راقم نے ختم بخاری کے اگلے روز ۳۱ مارچ کو طلبا اور اساتذہ کرام میں خطاب کیا اور انہیں چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی، کئی ایک ساتھیوں نے نام لکھوائے۔ ☆☆

## دماغی اور نظری تعیش کا تختۂ مشق نہ بنانا چاہیے

''ہم نے بڑے رنج و افسوس کے ساتھ اخبارات میں یہ خبر پڑھی کہ مصر کے فلم ساز ادارے وہاں کے علماء کی تائید و حمایت سے اسلام کی ابتدائی تاریخ کو فلمانے کا انتظام کر رہے ہیں، اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ، سفر طائف، غار حراء، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، غزوۂ بدر، بیعت الرضوان، فتح مکہ، حجۃ الوداع اور بعد کے تمام واقعات فلم بند کیے جائیں گے اور علمائے ازہر نے فتویٰ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے اربعہ، اور اہل بیت (رضوان اللہ عنہم اجمعین) کو تو اس دماغی اور نظری تعیش کا تختۂ مشق نہ بنانا چاہیے، ان کے سوا اور تمام صحابہؓ کی اس پیرایہ میں نقل جائز بلکہ پورے عالم اسلام کی تائید کی مستحق ہے۔ اس خبر پر بجز اس کے اور کیا تبصرہ کیا جائے کہ خدا اس قوم کو راہ ہدایت پر استوار فرمائے جس کے رہنمائے اعظم نے تصویر کشی کو ناجائز بتایا تھا اور جنہوں نے تصویر سازی کو کسی بھی ضرورت سے برداشت نہیں کیا تھا اور آج وہی قوم اپنی ابتدائی تاریخ کو تصویری شکل میں دیکھ لینے کی متمنی ہے، زہر کو تریاق اور تریاق کو زہر سمجھنے کے اس دماغی عیب سے خدا کی پناہ!''

(از قلم: مولانا سید محمد از ہر شاہ قیصرؒ، ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند رمضان ۱۳۷۰ھ)

مرسلہ: مولانا سید محمد زین العابدین، کراچی

# مولانا صدر الشہیدؒ سابق ایم این اے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا صدر الشہید نے ۱۹۲۱ء میں بنوں کے علاقہ سورانی موضع جان کلہ میں مولانا عبدالرحیم عرف طور ملا کے ہاں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد محترم مولانا عبدالرحیم عرف طور ملا ایک اچھے عالم دین تھے اور دادا بھی عالم دین تھے۔

آپ کے والد محترم جمعیت علماء ہند بنوں کے صدر رہے۔ تحریک آزادی میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ انگریزوں کے دور حکومت میں انہیں قید بامشقت کی سزا دی گئی، جنہیں آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا۔

مولانا صدر الشہید نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم، چچا صوفی جلال الدین اور اپنے ایک رشتہ دار مولانا منطقی ملا سے حاصل کی۔ آپ کے والد، چچا اور منطقی ملا نے موضع جان کلہ میں ایک مدرسہ قائم کیا، جس میں اطراف، اکناف اور قبائلی علاقوں حتیٰ کہ افغانستان سے طالبان دین اپنی علمی پیاس بجھاتے، لیکن مقامی خوانین آپ کے والد محترم کے اعزاز و اکرام کو برداشت نہ کر سکے اور آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ آپ کے والد محترم قریبی علاقہ ممش خیل کے گاؤں باجی خیل امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور اپنے بچوں محمد سعید اور صدر الشہید کو بھی ساتھ لے گئے۔ صدر الشہید کئی سال تک اپنے والد محترم کے ہاں زیر تعلیم رہے۔ بعدازاں بنوں شہر میں دارالعلوم رحمانیہ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کا سفر کیا اور مدرسہ شاہی مراد آباد انڈیا میں کئی سال تک پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کرنے کے بعد ۱۹۴۳ء میں وطن واپس تشریف لائے۔

آپ نے مراد آباد اور دیوبند کے علاوہ سہارن پور اور رامپور میں تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ، مولانا فخر الدینؒ، حضرت مولانا میاں اصغر حسینؒ اور مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک سرفہرست ہیں۔

آپ نے ۱۹۴۵ء میں جامعہ غرباء القاسمیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا، جس میں ستر اسی طلبا زیر تعلیم رہنے لگے۔

۱۹۴۸ء میں ایک مندر خالی ہوگیا۔ مقامی عمائدین سے مل کر مندر کی زمین مدرسہ و مسجد کے نام الاٹ کرائی اور بنوں شہر کے وسط میں جگہ حاصل ہوگئی، جس میں دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کر دیا اور مدرسہ کا نام معراج العلوم رکھا اور مدرسہ کے قیام کے اگلے سال دورۂ حدیث شریف سمیت تمام درجات میں تعلیم کا آغاز ہوا۔

آپ نے اپنے استاذ محترم مولانا عجب نور طور ملا کو اصرار کے ساتھ مدرسہ میں تشریف آوری کے لئے آمادہ کر لیا اور مدرسہ کا اہتمام بھی مولانا عجب نور کے سپرد کیا، جو بڑے عالم دین تھے۔

آپ کا مدرسہ صرف دینی درسگاہ نہیں تھا بلکہ ایک جرگہ کا مرکز بھی تھا، جس میں قرب و جوار کے لوگ اپنے باہمی تنازعات کے فیصلے شریعت مطہرہ کی روشنی میں آپ سے کراتے۔

آپ کا مدرسہ اہل حق کی تمام تحریکوں کا مرکز تھا، ملک بھر میں لادینیت، سوشلزم، کمیونزم، امریکی جمہوریت، قادیانیت، رفض و خروج، پرویزیت کے خلاف جو آواز اٹھتی۔ مولانا اس کی ہاں میں ہاں ملاتے اور اپنے ضلع میں اس کی آبیاری کے لئے متحرک ہو جاتے۔ آپ اپنے اکابر کے معتمد علیہ تھے۔ حضرت درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا سید گل بادشاہ سمیت تمام اکابرین کے معتمد علیہ تھے۔

موصوف ایک جید عالم دین، بہترین مدرس اور شعلہ بیان خطیب تو تھے ہی، آپ ایک بہترین منتظم ثابت ہوئے، جس کی وجہ سے مدرسہ دن دگنی، رات چوگنی ترقی کرنے لگا، جس کی وجہ سے آپ کی اور آپ کے مدرسہ کی شہرت علمی اور تعلیم یافتہ طبقہ میں دور دور تک پھیل گئی۔ آپ ۱۹۶۸ء میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالکریم کلاچی اور مولانا سید گل بادشاہ کے اصرار پر جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوگئے۔ اس سے قبل آپ کے استاذ محترم مولانا عجب نور فوت ہوگئے تو آپ کو شوریٰ نے مدرسہ کا مہتمم بنا دیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جماعت کے فیصلہ کے مطابق بھرپور حصہ لیا اور ایم این اے منتخب ہوگئے۔ آپ نے ستر ہزار سے زائد ریکارڈ ووٹ حاصل کئے۔ مدمقابل تمام خان اور ملک ضمانتیں ضبط کرا بیٹھے۔

۱۹۷۱ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کیا کہ جو رکن اسمبلی ڈھاکا میں اجلاس میں شرکت کے لئے جائے گا تو اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ آپ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی معیت و رفاقت میں اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ بھٹو اور مجیب میں مصالحت کی بھرپور کوشش کی تاکہ ملک ٹوٹنے سے بچ جائے۔

۱۹۷۲ء میں جب بھٹو نے اسمبلی میں بنگلہ دیش

منظور کرنے کی تجویز پیش کی تو آپ نے یہ کہہ کر ووٹ دینے سے انکار کر دیا کہ مجھے قوم نے ملک کو دولخت کرنے کے لئے ووٹ نہیں دیا تھا اور نہ ہی آدھے پاکستان کو بھارت کی جھولی میں ڈالنے کے لئے۔

۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے آپ نے اسمبلی کے اندر اور باہر تحریک کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کی اور سینکڑوں جلسوں سے خطاب کیا اور اسمبلی میں بحث کے دوران آپ اپنے رفقاء جمعیت سمیت بحث کی۔ تیاری کرانے میں مصروف رہے قادیانیوں کے خلاف جو ترامیم پیش ہوئی۔ محرکین میں آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل ہے۔ علماء حق کی اسمبلی کے اندر اور باہر محنت سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ ان دنوں بنوں میں باقاعدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ قائم نہیں تھا۔ آپ جہاں جمعیت کے نمائندہ تھے وہاں بنوں مجلس کے روح رواں تھے۔

۱۹۷۷ء کے انتخابات میں حصہ لیا اور بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ بھٹو کی عظیم دھاندلی کے خلاف تحریک چلی جس نے آگے چل کر تحریک نظام مصطفیٰ کا نام حاصل کر لیا آپ نے اس میں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، لیکن تحریک کا علم سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

۱۹۸۴ء میں آپ ایک قاتلانہ حملہ میں بال بال بچ گئے اور آپ نے ۱۹۸۴ء میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۷ر جنوری ۱۹۹۰ء کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ چار ماہ کی طویل علالت کے بعد علم و عمل کے شہسوار ۷ر مئی ۱۹۹۰ء اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پانچ بجے نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

## مولانا عبدالمالک قریشیؒ کے مزار پر حاضری

حضرت مولانا عبدالمالک قریشیؒ حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اللہ پاک نے حسین و جمیل اور وجیہ چہرہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت مرشد نے ان کی ڈیوٹی کنری سندھ میں لگائی کہ وہاں جا کر لوگوں کے اعمال و اخلاق کی اصلاح کریں اور انہیں اللہ اللہ سکھلائیں۔ اس سے قبل انہیں خواب میں قطب الارشاد حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ نے قادری راشدی اذکار سیکھنے کی تلقین فرمائی تو موصوف دین پور شریف تشریف لے گئے اور چند روز قیام کے بعد واپس تشریف لے آئے، پھر ایک مرتبہ حضرت دین پوریؒ نے حکم دیا کہ قادری اذکار سیکھیں تو موصوف نے کہا کہ میں اور میاں عبدالہادیؒ تو برابر ہیں۔ حضرت نے فرمایا: آپ اور میاں عبدالہادی دین پوریؒ برابر ہیں، لیکن آپ اور احمد علی (لاہوری) تو برابر نہیں، تو موصوف حضرت لاہوریؒ کے ہاں تشریف لے گئے، کچھ دن رہ کر قادری طریق کے مطابق اذکار سیکھے، جب کنری تشکیل ہوئی اور حضرت والا کنری تشریف لے گئے اور نقشبندی طرز کے مطابق ذکر و مراقبہ شروع کر دیا تو اہل بدعات آپ کے مراقبہ کے دوران آ کر شور کرتے جس سے مراقبہ میں خلل آتا تو موصوف نے ساری رپورٹ حضرت لاہوریؒ کو تحریر کی۔ حضرت لاہوریؒ نے جواباً فرمایا کہ آپ قادری طریق کے مطابق ذکر بالجہر شروع کریں تو حضرت نے ذکر بالجہر شروع فرمادیا۔ جس سے مخالفین چند روز شور و شر کے بعد خاموش ہو گئے۔ حضرت والا کے محفل ذکر و مراقبہ میں خواتین کے لئے باپردہ انتظام ہوتا تھا، ایک دن قادیانی مربی کی بیوی بھی مجلس ذکر میں شریک ہوئی تو اس نے واپس جا کر اپنے میاں کو کہا کہ تیرا میرا تو نکاح ہی نہیں میں میکے جا رہی ہوں۔ مربی نے سبب پوچھا تو بتلایا کہ یہ جو بزرگ پنجاب سے تشریف لائے ہیں۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ یہ بزرگ اور ان کا موقف اور مسلک صحیح ہے اور قادیانیوں کا موقف غلط ہے، چنانچہ وہ خاتون اپنے میکے چلی گئی۔ قادیانی مربی کو دن میں ستارے نظر آنے لگ گئے۔ مربی نے اپنے ہیڈ آفس چناب نگر رابطہ کیا۔ قادیانیوں نے تحقیق کی کہ حضرت والا عالم نہیں ہیں، انہیں مناظرے کا چیلنج دے دیا جائے، چونکہ پورے عالم نہیں تو ہم انہیں شکست دے کر انہیں شرمسار کریں گے، چنانچہ مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ حضرت نے قبول فرمایا۔

اللہ پاک نے آپ کو باطنی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت والا نے عربی جبہ و دستار زیب تن فرمایا اور میدان مناظرہ میں آن وارد ہوئے۔ قادیانی ہیڈ مربی جو مناظرہ کے لئے آیا تھا چونکہ مناظرہ ریلوے اسٹیشن کے سامنے والے میدان میں تھا، اس نے اسٹیشن پر وضو کرنے کا بہانہ بنایا۔ اسٹیشن پر گیا، گاڑی پلیٹ فارم پر تھی، گاڑی پر سوار ہو کر راہ فرار اختیار کی۔ پانچ، دس، بیس منٹ گزر گئے کہ قادیانی مناظر نہ آنا تھا اور نہ آیا۔ قادیانی ذلیل و رسوا ہو کر شکست سے دوچار ہوئے۔ اللہ پاک نے حق کا بول بالا فرمایا اور دشمن کا منہ کالا ہوا۔ حضرت نے کنری میں ایک مسجد بنائی جو اب بھی آپ کے مریدین کی تولیت میں ہے۔

بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالقادر آزاد کی بڑی اہلیہ محترمہ حضرت والا کی صاحبزادی تھیں، جن سے مولانا عبدالمعبود آزاد ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

# مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ملتان.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۳۰، ۳۱ / مارچ کو دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کی۔ اجلاس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد انس، مولانا محمد وسیم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدر آباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم چیچہ وطنی، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا حمزہ لقمان بھکر، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عبدالرزاق مجاہد قصور / اوکاڑہ، مولانا غلام حسین جھنگ اور مولانا خبیب احمد ٹوبہ نے شرکت کی۔

اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے حضرات بالخصوص میرپور خاص سے ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

''آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر'' کے انتظامات کو حتمی شکل دی گئی اور طے ہوا کہ مبلغین کرام میں سے شعبان المعظم کا پہلا ہفتہ مولانا مفتی راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان، دوسرا ہفتہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور آخری ہفتہ مولانا قاضی احسان احمد لیکچر دیں گے، جبکہ کورس کی عمومی نگرانی مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر اور مولانا غلام رسول شیخ الحدیث جامعہ ختم نبوت چناب نگر سرانجام دیں گے۔ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، محمد متین خالد، مولانا محمد احمد مبارکپوری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان اور دیگر کئی ایک علماء کرام، مشائخ عظام شرکاء کورس سے خطاب فرمائیں گے۔ تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ جن مدارس میں بیانات نہیں ہوئے ان میں بیانات مکمل کئے جائیں اور بیان کے دوران کسی پرانے ساتھی یا کسی استاذ کو نگران بنا کر تشکیلات کی جائیں اور اجلاس، بیانات ہو چکے ہیں، وہاں وصولیاں کر کے رفقاء کو کورس کے لئے چناب نگر بھجوائیں۔

مرکزی آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کے مطالبات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اضلاع تحصیلوں اور مقامی سطح پر آل پارٹیز کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اسٹریٹ پاور کو منظم و متحرک رکھا جائے۔

دوالمیال چکوال کے اسیران کی عدم رہائی پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور صوبائی حکومت سے گرفتار شدگان کے خلاف قائم کئے گئے کیسز واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے متنازعہ مسجد جو ۱۸۵۸ء میں مسلمانوں نے تعمیر کی تھی۔ محکمہ مال کے کاغذات کے مطابق بھی وہ مسجد مسلمانوں کی ہے۔ اس مسجد سے قادیانیوں کا قبضہ ختم کرایا جائے اور مسلمانوں پر پتھراؤ اور فائرنگ کرنے والے ''خدام الاحمدیہ دوالمیال'' کے شدت پسند قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے۔ چناب نگر میں قادیانیوں کی اسٹیٹ اندر اسٹیٹ کا سلسلہ ختم کر کے حکومتی رٹ بحال کی جائے نیز ان کے سول کورٹ، سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ ختم کئے جائیں۔ نیز خدام الاحمدیہ اور دیگر قادیانی تنظیموں کے دفاتر پر چھاپے مار کر قابل اعتراض لٹریچر اور اسلحہ برآمد کیا جائے۔ ملک بھر میں ہونے والے شدت پسندی، بم دھماکوں، خودکش حملوں کے تناظر میں قادیانی تخریب کاری کو نظر انداز نہ کیا جائے، کیونکہ ملک میں ہونے والی دہشت گردی قادیانی اکھنڈ بھارت کا حصہ ہے۔ اضلاع کی سطح پر آل پارٹیز کانفرنسوں کا سلسلہ آزاد کشمیر میں شروع کرنے کی متعلقہ مبلغ اور جماعتوں کو ہدایت کی گئی۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ان شاء اللہ العزیز ۱۹، ۲۰ / اکتوبر کو منعقد ہوگی۔ علماء کرام، مشائخ عظام، دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے رابطے کے لئے، مولانا اللہ وسایا، مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو ابھی سے رابطے شروع کرے گی، جنوبی پنجاب بالخصوص ملتان کے مدارس میں بیانات کے لئے مولانا قاضی احسان احمد کراچی اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ دو دن میں ملتان کے جامعات میں بیان کر کے طلبا کرام کو کورس میں شرکت کے لئے ترغیب دیں۔ عصری تعلیمی اداروں بالخصوص اکیڈمیوں میں عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو قادیانی شکوک و شبہات سے آگاہ کیا جائے۔ شیخوپورہ اور ننکانہ کے لئے مولانا محمد خالد عابد کو مستقل مبلغ مقرر کیا گیا۔ راولپنڈی اور اندرون سندھ کے لئے امسال سالانہ کورس میں شریک دو علماء کرام کی تقرری کی گئی۔ آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۳۰ کا فیصلہ کیا گیا۔ ☆☆

# اخلاص بہت بڑی دولت ہے

مولانا حفظ الرحمٰن اعوان

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ایک حکایت بیان کی ہے، جس کو مولانا رومیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے صناع اور کاریگر ہیں۔ چینیوں نے کہا کہ ہم ہیں، بادشاہ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے کہا تم صناعی دکھاؤ، اس وقت کاریگری کا موازنہ کرکے فیصلہ کیا جائے گا اور اس کی صورت یہ کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کردی۔ چینیوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی کاریگری دکھاؤ اور رومیوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی صناعی کا نمونہ پیش کرو۔

چینیوں نے دیوار پر پلستر کرکے قسم قسم کے بیل بوٹے اور پھول پتے رنگ برنگ کے بنائے اور اپنے حصے کے کمرے کو مختلف نقش و نگاروں اور رنگا رنگ بیل بوٹوں سے گل و گلزار بنادیا۔ ادھر رومیوں نے دیوار پر پلستر کرکے ایک بھی پھول پتہ نہیں بنایا اور نہ ہی کوئی ایک بھی رنگ لگایا بلکہ دیوار کو پلستر کرکے صیقل کرنا شروع کردیا اور اتنا شفاف اور چمکدار کردیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی۔ جب دونوں نے اپنی اپنی کاریگری ختم کرلی تو بادشاہ کو اطلاع دی، بادشاہ آئے اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے۔ جونہی دیوار درمیان سے ہٹی، چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گل کاری رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگی اور وہ تمام بیل بوٹے رومیوں کی دیوار میں منعکس ہوگئے، جسے رومیوں نے صیقل کرکے آئینہ بنادیا تھا۔ بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے؟ کیونکہ ایک قسم کے ہی نقش و نگار دونوں طرف نظر آرہے تھے۔ آخرکار رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی اور کاریگری اعلیٰ ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی کاریگری بھی دکھائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاریگری بھی چھین لی۔

مولانا رومؒ نے اس قصے کو نقل کرکے آخر میں

> اہل اللہ کی صحبت اختیار کرکے اپنے دل کو صاف بنایا جاسکتا ہے، جب اس دل پر اللہ، اللہ کی ضربیں لگیں گی تو دل سے حسد، بغض، کینہ اور دیگر تمام میل کچیل نکل جائے گا تو حلاوت عبادت محسوس ہوگی

بطور نصیحت کے فرمایا کہ: اے عزیز! تو اپنے دل پر رومیوں کی صناعی جاری کرلے، اپنے قلب کو ریاضت و مجاہدہ سے مانجھ کر اتنا صاف کرلے کہ تجھے گھر بیٹھے ہی دنیا کے سارے نقش و نگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں تو اپنے دل کی کھڑکی کو کھول دے کہ اس میں سے ہر قسم کا میل کچیل نکال پھینک اور اسے علم الٰہی کی روشنی سے منور کردے، تو تجھے دنیا و آخرت کے حقائق و معارف گھر بیٹھے ہی نظر آنے لگیں، ایسے قلب صافی پر بے استاد و کتاب براہ راست علوم خداوندی کا فیضان ہوتا ہے اور وہ روشن سے روشن تر ہوجاتا ہے، کینہ، حسد، بغض یہ دل کی بیماریاں ہیں، ان کے ہوتے ہوئے بندہ علم اور حلاوت عبادت سے محروم رہتا ہے، لوگوں کو میلوں، ٹھیلوں اور غیر شرعی رسومات میں مزہ آتا ہے اور دینی محافل اور جلسوں سے بوجھ محسوس ہوتا ہے، میلوں ٹھیلوں میں لوگ زیادہ اور دینی پروگرام میں لوگ کم ہوتے ہیں، یہ سب دل کی بیماریوں کا نتیجہ ہے۔ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرکے اپنے دل کو صاف بنایا جاسکتا ہے، جب اس دل پر اللہ، اللہ کی ضربیں لگیں گی تو دل سے حسد، بغض، کینہ اور دیگر تمام میل کچیل نکل جائے گا تو حلاوت عبادت محسوس ہوگی اور ہر قسم کے گناہ سے نفرت اور نیک کام اور نیک لوگوں کی محبت پیدا ہوگی کیونکہ قیامت کے دن اعمال گنے نہیں جائیں گے، بلکہ تولے جائیں گے اور اعمال میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے اور اخلاص صاف دل میں ہوتا ہے اور دل کی صفائی اہل اللہ کی جوتیاں سیدھی کرنے سے ہوتی ہے اور تزکیہ نفس یہ بھی منصب نبوت میں سے ہے، یہ بھی کام اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ویعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم“ یہ خانقاہی نظام درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نبی والا کام ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

# امیرِ تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(پیدائش ۲۰/مارچ ۱۹۱۷ء_ وفات: ۲/اپریل ۱۹۶۵ء)

تحریر: مولانا سیّد ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ
مرسلہ: مولانا سیّد محمد زین العابدین، کراچی

راقم سطور کو اپنی بے بضاعتی اور تہی دامنی کا پورا احساس ہے، لیکن یہ ایک تقدیری بات ہے کہ اس کو ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت اور عالمِ اسلامی سے واقفیت کے ایسے ذرائع اور مواقع میسر آئے جو (بلاکسی تحقیر و تنقیص کے) اس کے ہم وطنوں اور ہم عمروں میں سے بہت کم اشخاص کو میسر آئے ہوں گے، دنیائے اسلام اور بالخصوص ممالکِ عربیہ کے دینی، علمی اور روحانی حلقوں کو بہت قریب سے دیکھنے اور برتنے کا اتفاق ہوا، دورِ حاضر کی مشکل سے کوئی تحریک اور کوئی عظیم شخصیت ہوگی جس سے ملنے اور سعادت حاصل کرنے کی سعادت حاصل نہ ہوئی ہو۔

اس وسیع واقفیت کی بنا پر (جو کسی کا ذاتی کمال اور سرمایۂ فخر نہیں) یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ ایمان بالغیب کی دعوت، دعوت کے شغف اور انہماک اور تاثیر کی وسعت و قوت میں اس ناکارہ نے اس دور میں مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ہمسر اور مقابل نہیں دیکھا، یوں اُن کی نادرۂ روزگار شخصیت میں بہت سے ایسے کمالات پائے جاتے تھے جن میں اُن کا پایہ بہت بلند تھا، اُن کی ایمانی قوت، اُن کا اعتماد و توکل، اُن کی ہمت و جرأت، اُن کی نماز اور دعا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے اُن کی گہری واقفیت اور اُن کے حالات کا استحضار، اتباعِ سنت کا اہتمام، فہمِ قرآن اور واقعاتِ انبیاء علیہم السلام سے عظیم نتائج کا استخراج، دعوت و تصنیف کے متضاد مشاغل کو جمع کرنے کی قوت اور آخر میں اُن کی غیر معمولی محبوبیت اور مقبولیت، یہ سب اُن کی زندگی کے وہ پہلو اور نمایاں صفات ہیں جن کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اور جس کے لفظ لفظ کی تصدیق وہ سب لوگ کریں گے جن کو اُن کی خدمت میں کچھ دن رہنے کی سعادت یا کسی سفر میں رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور اُن کی تعداد ہزاروں کی ہے، لیکن درحقیقت یہ سب اور اُن کے ماسوا اور بہت سے پہلو اُن کی سوانح اور سیرت کا موضوع ہیں اور ان میں سے بعض کمالات و امتیازات وہ ہیں جن میں اُن کے سہیم و شریک مل سکتے ہیں اور بعض شخصیتیں اُن میں اُن سے فائق بھی ہو سکتی ہیں، لیکن راقم نے اُن کے جن امتیازات کا یہاں انتخاب کیا ہے، اُن میں (اپنے محدود واقفیت و علم میں) اُن کا کوئی سہیم و شریک اور اُن کا کوئی مدمقابل نظر نہیں آتا، والغیب عند اللہ۔

جہاں تک پہلے عنوان کا تعلق ہے، ہم نے غیبی حقائق، اللہ کے وعدوں اور انبیاء علیہم السلام کی دی ہوئی اطلاعات پر ایمان لانے اور اُن کے اعتماد و یقین پر اپنی زندگی کی کشتی کو چھوڑ دینے کی ایسی واشگاف، طاقتور اور بے لاگ دعوت کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی، جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اُس کی قدرت کن فیکون، اس کے بلاشرکت غیرے پورے نظامِ عالم کو چلانے، اسباب کی بے حقیقتی، خواص اشیاء اور انسانی تجربات کی بے اعتباری، محسوسات و مشاہدات کی تحقیر و نفی، احکامِ الٰہی اور نظامِ تشریعی کے سامنے نظامِ تکوینی کی سپر اندازی و مغلوبیت، ایمانی صفات و اخلاق اور اطاعت و عبودیت کے سامنے وسائل و ذخائر کی بے حقیقتی، حاملینِ نبوت اور اہلِ ایمان و دعوت کا اربابِ اقتدار، اہلِ حکومت اور سرمایہ داروں کے مقابلہ میں فتح و غلبہ، خدا کے وعدوں کی ابدی صداقت اور سنۃ اللہ کی ہمہ گیری کا مضمون اپنی پوری ایمانی قوت اور اپنے والہانہ اندازِ بیان میں بیان فرماتے تو سننے والے اتنی دیر کے لیے اس حواس و مادہ پرستی کی دنیا سے منتقل ہو کر ایمان بالغیب کی دنیا میں پہنچ جاتے اور اسباب و مسببات کا سلسلہ اور مقدمات و نتائج کا ربط و تعلق اتنا بے کار و بے حقیقت نظر آنے لگتا تھا کہ ہم جیسے مدرسی لوگوں کو بعض اوقات اس کی فکر پیدا ہو جاتی تھی کہ کہیں یہ دعوت سننے والوں میں ترکِ اسباب اور تجرد و رہبانیت کا رجحان نہ پیدا کر دے، لیکن اس دورِ مادیت میں "اسباب" نے "ارباب" کی شکل اختیار کر لی ہے اور ایک عالَم کا عالَم اپنی قسمت کو مادی اسباب اور اپنی ذاتی کوشش و قابلیت کے ساتھ وابستہ کر چکا ہے اور کسی دینی دعوت و تحریک کو وہ قلندر صفت افراد نہیں مل رہے ہیں، جن کا عشق "آتشِ نمرود" میں بے خطر کود کر عقل کو "محو تماشائے لبِ بام" کر دے بلکہ اس تھوڑے سے ایثار و قربانی کی جنس بھی نایاب ہو گئی ہے، جس کے ایندھن کے بغیر کسی تحریک کی گاڑی دو قدم بھی نہیں چل سکتی، مادی ترقی اور مادی اقدار کی اہمیت و تقدس کی مسلسل اور

پر جوش تبلیغ وتلقین نے خود اِس اُمت کو متاثر کرلیا ہے، جس کی ساری طاقت اور ساری فتح کا راز ایمان بالغیب کی قوت، رضائے الٰہی کی طلب اور جنت کے شوق میں مضمر تھا، مسلمان نے ذرائع معاش کو اپنا رزّاق سمجھ لیا ہے۔

مادیت کی اِس وبائے عام کے دور میں مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کی ایمان بالغیب کی اِس دعوت سے بعض اوقات سینکڑوں سامعین کے دِل ایمان کے جذبے سے معمور اور قربانی کی لذت سے مخمور ہوجاتے تھے اور وہ اس کے اثر سے ایثار و قربانی کے ایسے نمونے پیش کرنے لگے تھے، جن کو عقل و دلائل، حکمت و مصلحت اور علم وخطابت کی کسی بڑی سے بڑی طاقت سے حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا اور جن کی بنیاد پر یہ تحریک دنیا کے دور دراز گوشوں میں پہنچ گئی، ہزاروں آدمیوں نے جن میں ہر طبقے کے لوگ تھے، مہینوں کے لیے گھربار چھوڑ کر دوسرے براعظموں کا سفر کیا، اور دعوت وتبلیغ کے راستے میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیں، اُنہوں نے بڑی دریادلی اور عالی ہمتی کے ساتھ اپنا وقت اور اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا، اگر خدا کو منظور ہوتا اور مولانا کی زندگی وفا کرتی تو وہ ایمان بالغیب کی اس طاقت سے (جو اس دور میں مشکل سے کسی اور جماعت کو میسر آئی ہوگی) معاشرے کی اِصلاح و اِنقلاب اور دنیا کے حالات میں تبدیلی کا اور زیادہ وسیع وعمیق کام لیتے اور افراد کی یہ قوتِ ایمانی، اجتماعی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتی، اُن کی ان مجالس میں کبھی کبھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجالس وعظ کی جھلک نظر آنے لگتی تھی جن کی (غیراللہ کی نفی سے لبریز) تقریروں نے ہزاروں دِلوں اور دماغوں پر گہری چوٹ لگائی، جس وقت آدمی اُن کے ان مواعظ کو (جو فتوح الغیب اور دوسرے مجموعوں میں محفوظ ہیں) پڑھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص پوری بے باکی اور قوت کے ساتھ گرز چلارہا ہے اور اس کی ضرب سے مادیت کے ہزاروں بت پاش پاش ہورہے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم جیسے لوگ جن کا دماغ اسباب ومسببات کے تعلق سے کبھی آزاد نہیں ہونے پاتا اور جو مادی سعی و جدوجہد کو بھی دین و شریعت میں ایک مقام دیتے ہیں اور انسان کو اپنی سعی کا مکلّف و مامور سمجھتے ہیں اور جو اس عالمِ اسباب میں مسلمانوں کی پست ہمتی اور بے عملی کو اُن کے زوال کا ایک سبب قرار دیتے ہیں، وہ کبھی مولانا کے اس طرز کی کامیابی کے ساتھ نقل نہیں اُتار سکے اور اُن کے ذہن نے عین اُن مجالسِ وعظ میں بھی اپنا کام کرنا نہیں چھوڑا، لیکن ہم کو اس کا صاف اعتراف ہے کہ ان کی اس دعوتِ ایمانی نے وہ نتائج پیدا کیے جن سے ہماری "متوازن ومعتدل" دعوتیں (جن کی عصرِ حاضر کے حقائق پر نظر ہے) قاصر ہیں، اور صاف اندازہ ہوا کہ

لاکھ حکیم سر بجیب
ایک کلیم سر بکف

اُن کا دوسرا اِمتیاز اپنی دعوت کے ساتھ اُن کا ایسا شغف واِنہماک تھا، جس کی مثال نہ صرف یہ کہ دینی دعوتوں اور تحریکوں کے میدان میں نظر نہیں آتی بلکہ جہاں تک اس کوتاہ نظر کی نظر وواقفیت کا تعلق ہے کسی مادی وسیاسی تحریک کے داعیوں میں بھی وہ اِستغراق، خود فراموشی، والہیت اور جذب کی کیفیت نظر نہیں آئی، اُن کا یہ پہلو اِتنا نمایاں اور اِتنا حیرت انگیز تھا کہ جب تک کسی شخص کو کچھ عرصے اُن کی خدمت میں رہنے اور کسی سفر میں اُن کی معیت کا موقع نہ ملا ہو وہ بہتر سے بہتر تصویر کشی اور واقعہ نگاری کے بعد بھی اُس کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتا، چند دن رہ کر آدمی اُن کی مشغولیت وانہماک اور اُن کے جذب و اِستغراق کو دیکھ کر مبہوت رہ جاتا تھا اور اُس کی یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اتنی قوت وتازگی کہاں سے آتی ہے اور اس کا سرچشمہ کیا ہے؟ عام حالات میں "عشق" اور خاص حالات میں تائیدِ الٰہی اور نصرتِ غیبی کے سوا اس کی توجیہ نہیں ہوسکتی۔

معمولی بات یہ ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد سال کے بارہ مہینے اور مہینے کے تیس دن تقریر فرماتے، یہ تقریر ڈھائی تین گھنٹے سے کم نہ ہوتی، اس میں موسم کی سختی، دھوپ کی گرمی، صحت کی خرابی، مجمع کی کمی و زیادتی قطعاً اثر انداز نہ ہوتی، یہ مجاہدہ رمضان المبارک میں بہت بڑھ جاتا، جب کہ فجر کے بعد لوگوں کے سونے کا عام معمول ہے، رمضان میں اُن کی رات شب بیداری اور دعوت کے کام میں صرف ہوتی، اس کے باوجود فجر کی نماز کے بعد پوری قوت، تازگی اور نشاط کے ساتھ تقریر فرماتے اور اسی قوت کے ساتھ آخر میں دعوت دیتے، عام دنوں میں چائے کے دوران اور چائے کے بعد پھر گفتگو اور تقریر کا سلسلہ شروع ہوجاتا، عام طور پر وہ جماعتوں کو رخصت کرنے کا وقت ہوتا، وہاں تشریف لے جاکر پھر اسی طرح تقریر فرماتے اور ہدایات دیتے کہ معلوم ہوتا کہ ابھی تک خاموشی کی مہر لگی ہوئی تھی اور وہ اب ٹوٹی ہے، پھر اسی جذبے اور طاقت کے ساتھ دعا کرتے کہ معلوم ہوتا کہ نہ اس سے پہلے دعا کی ہے نہ اس کے بعد کریں گے، سب کچھ اسی دعا میں مانگ لینا ہے اور سب کچھ اسی دعا میں کہہ دینا ہے، اس کے بعد بھی مختلف تقریروں سے گفتگو اور خطاب کرنے کا سلسلہ جاری رہتا، پھر کچھ دیر تصنیف وتالیف کا کام کرتے، پھر کھانے کا وقت ہوجاتا، ظہر کے بعد پھر کوئی سبق پڑھاتے یا تصنیف وتالیف کا کام کرتے، ملنے جلنے اور ڈاک دیکھنے کا بھی سلسلہ جاری رہتا، کبھی بعد عصر اور بعد مغرب بھی کوئی تقریر ہوجاتی اور اس میں بھی تازگی

اور جوش کا وہی عالم ہوتا، عشاء کے بعد (جو اکثر بڑی تاخیر سے ہوتی) سیرت کی کوئی کتاب یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا کوئی مجموعہ سنانے کا معمول تھا، کتنا ہی تھکے اور چکے ہوئے ہوں اور کیسی خستہ اور شکستہ حالت ہو، اس معمول میں حتی الامکان فرق نہ ہوتا، دیر رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا، سننے والے کو محسوس ہوتا کہ اس شخص نے دن بھر آرام کیا ہے۔

ہم جیسے پست ہمتوں کے لیے نظام الدین کا دوروزہ قیام بھی سخت آزمائش اور مجاہدہ تھا، میرا خود حال یہ تھا کہ اکثر اپنے دل سے خطاب کر کے کہتا "بے ہمت! مولانا کے لیے ساری زندگی کا معاملہ ہے، تیرے لیے صرف دو دن کا معاملہ ہے"۔ لیکن بہانہ جو اور سہولت پسند طبیعت اپنی صحت کی کمزوری اور مولانا کی عالی ظرفی کا سہارا لے کر کوئی گوشۂ عافیت تلاش کر لیتی، اس وقت اگر کوئی تلاش کرنے والا تلاش کرتا تو خود زبانِ حال سے اس کو اپنا پتہ نشان اس طرح دیتا کہ:

ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میرؔ
کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو

سفر میں تو یہ انہماک اور استغراق بہت بڑھ جاتا، پھر تقریروں کی تعداد، اُن کی مقدار اور اُن کے اوقات کی کوئی تحدید نہیں تھی، بعض دوستوں نے اندازہ لگایا ہے کہ آخر میں مجموعی طور پر آٹھ آٹھ گھنٹے بولنے کی نوبت آتی۔ (یہ اندازہ صرف تقریروں کا ہے، مجلسی گفتگوؤں کے اوقات اس کے علاوہ ہیں۔) اس میں بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہر بعد کی تقریر میں نئے سننے والوں کو یہ اندازہ ہوتا کہ بولنے والا اسی وقت بولنے کھڑا ہوا ہے اور اس سے پہلے اس کو اپنے خیالات وجذبات کے اظہار کا موقع نہیں ملا تھا، اب اسی موقع پر اپنا دل کھول کر رکھ دینا چاہتا ہے، یہی ہر وقت کی دعا کی کیفیت ہوتی۔

مجھے حجاز کے آخری سفر میں حاضری کا موقع نہیں ملا، لیکن میں نے بالتواتر سنا ہے کہ وہاں یہ جوش وخروش اور جذبہ وانہماک اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ چکا تھا، مسجد نبویؐ میں صحنِ مسجد میں فجر کی نماز کے بعد تقریر شروع ہوجاتی اور دن چڑھ آتا اور جن خوش قسمت آنکھوں نے تقریر کے آغاز میں گنبدِ خضرا پر چاندنی دیکھی ہوتی وہ دھوپ چڑھی ہوئی دیکھتے مجھے یاد ہے کہ بھوپال کے ایک اجتماع میں مولانا نے مغرب کے بعد پوری قوت اور اپنی تقریر کے عام پیمانے کے مطابق بسیط تقریر کی، تقریر کے بعد تشکیل ہوئی، پھر دعا ہوئی، مجھے اطمینان تھا کہ اب اس تقریر کے بعد آرام فرمائیں گے کہ خدا جانے کہ نکاح کی تقریب سے یا کسی اور تقریب سے پھر کچھ بولنا شروع کیا، طبیعت مطمئن تھی کہ چند منٹ میں اس کا سلسلہ ختم ہوجائے گا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد محسوس ہوا کہ مولانا میں نئی تازگی اور جوش آ گیا، پھر اس طرح تقریر ختم فرمائی کہ معلوم ہوتا تھا کہ دن بھر خاموش رہے ہیں اور طبیعت جوش پر ہے۔

یہی حال دعا کا تھا، مولانا کی دعا کی کیفیت، اس کے مضامین، اس کی آمد اور جوش وخروش، اس کی رقت انگیزی اور اس کی تاثیر، مولانا کے ان خصائص میں سے تھی جن کی مثال دور دور دیکھنے میں نہیں آئی، جب دعا کرتے، حاضرین کا عجب حال ہوتا، خاص طور پر جب اُردو میں دعا کے الفاظ ادا فرماتے تو آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا، دور دور سے رونے والوں کی ہچکیاں سننے میں آتیں، اس کی مثال ماضی قریب میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کے ایک جانشین مولانا سید نصیر الدینؒ کے حالات میں نظر آئی کہ بیان کرنے والوں نے بیان کیا کہ دعا کے وقت رحمتِ الٰہی جوش میں نظر آتی، لوگوں پر ایک وارفتگی اور بے خودی کی کیفیت ہوتی اور بعض لوگ دیوانہ وار جنگل کو نکل جاتے، واقعہ یہ ہے کہ دعا کے وقت جو کیفیت لوگوں پر طاری ہوتی اور جو اثرات اُن کے دلوں پر ہوتے، اگر کچھ دیر بھی باقی رہ جاتے تو لوگ دنیا کے کام کے نہ رہتے اور معلوم نہیں حالات میں کیا تبدیلی ہوتی، لیکن نظامِ عالم اسی طرح چل رہا ہے اور ہم ضعیف البنیان ہر چیز کا اثر وقتی طور پر لیتے ہیں۔

اُن کی تیسری امتیازی خصوصیت جس میں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے، اُن کی تقریروں اور صحبت کا وہ اثر ہے جو سامعین وحاضرین پر پڑتا، خاص طور پر ان سلیم طبیعتوں پر جن کا دل ودماغ دوسرے اثرات سے آزاد اور اُن کی طبیعتوں میں تسلیم وانقیاد کا مادہ غالب ہوتا، اُن کی کیمیا اثر صحبت اور اُن کی انقلاب انگیز تقریروں نے اِتنی زندگیوں میں تبدیلیاں پیدا کیں اور اِتنے دلوں اور دماغوں کو متاثر کیا کہ جن کا شمار کرنا ممکن نہیں ان صحبتوں اور تقریروں کے اثرات اتنے گہرے ہوتے کہ صورت، سیرت زندگی، معاشرت اور یہاں تک کہ سوچنے اور بولنے کا طریقہ بھی بدل جاتا، سیکڑوں آدمی ہیں جو ان کی زبان بولنے لگے اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور جملے ان کو حفظ ہوگئے، کتنے اشخاص ہیں کہ جن کی دعاؤں میں ان کی دعاؤں کا رنگ آ گیا، کتنے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور امیرانہ زندگی رکھنے والے لوگ ہیں جن کی زندگی اور معاشرت سرتاپا مغربی اور رئیسانہ تھی اور وہ اب ایک درویش صفت مبلغ اور ایک فقیر منش اور جفاکش مجاہد نظر آتے ہیں اور جن کی گرانقدر تنخواہوں اور آمدنیوں کا بڑا حصہ تبلیغ و دعوت، رفقاء کی امداد واعانت اور جماعت کی نصرت پر خرچ ہوتا ہے، اور اُن میں اُن کے گھر والوں کا اور اُن کا اپنا وہی حصہ ہے جو ایک متوسط ملازم یا ایک اوسط درجے کے تاجر کا ہے، کتنی بڑی تعداد اُن رفقاء اور نیاز مندوں کی ہے جن کی زندگی، جن کا ذوقِ عبادت، جن کا جذبۂ خدمت اور جن کی خشیت وانابت اور جن کی

بے نفسی اور تواضع دیکھ کر اپنے وجود سے شرم آنے لگتی ہے، حقیقی علم تو علام الغیوب کو ہے، لیکن اُن کے اخلاص واخلاق کو دیکھ کر اُن کی دینی ترقی اور بلندی کا اندازہ ہوتا ہے، جو زندہ ہیں (خدا اُن کی زندگی میں برکت دے) اُن کے متعلق کچھ کہنا خلافِ احتیاط ہے "فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ" (یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں، فرمایا کہ دنیا سے چلے جانے والوں کی اقتدا کرو، اِس لیے کہ جو زندہ ہے اُس کے بارے میں فتنے سے اطمینان نہیں) لیکن جانے والوں میں سے متعدد اصحاب کے نام لیے جاسکتے ہیں، جو ہمارے دیکھتے دیکھتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے اور اُن کے حالات اِتنے رفیع ہوگئے جن کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

اُن میں سے میں صرف اپنے محبوب اور عزیز دوست حاجی ارشد صاحب مرحوم کا ذکر کروں گا جن کا (اپنے اعلیٰ عہدے اور ذمہ داریوں کے ساتھ) اِخلاص وللّٰہیت، تعلق مع اللہ، دعوت کے کاموں میں اِنہماک واستغراق، اِیثار وقربانی کی کیفیت، تواضع واِنکسار، خدمت کا جذبہ اور پھر اسی راہ کی قابلِ رشک موت اور شہادت برسوں دل کو تڑپاتی اور اُن کی یاد تازہ کرتی رہے گی، جاپان میں اشاعتِ اسلام کے کام کا اِفتتاح اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے مقدر فرمایا تھا، اور اہلِ حجاز بھی اُن کو عرصے تک یاد رکھیں گے، دنیا کے دور دراز ملکوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے، جو مولانا کی چند روزہ صحبت اور دو ایک تقریروں کے سننے سے اِتنے متاثر ہوئے کہ اُن کی زندگی بدل گئی اور اُن کے اندر ایک خاص طرح کے ایمان ویقین کی کیفیت، دعوت کی سرگرمی، دعا کا سلیقہ، نمازوں میں کیفیت اور ایثار کی عادت پیدا ہوگئی، ایسے لوگ ہندوستان اور پاکستان کے باہر امریکہ، یورپ اور افریقہ کے براعظموں میں بھی ملیں گے۔

جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے

مولانا کی دعوت اور شخصیت اپنے پورے شباب اور عروج پر تھی، اُن کی ہمت کا طائرِ بلند پرواز کسی بلند سے بلند شاخ پر بھی آشیانہ بنانے کے لیے تیار نہ تھا، کوئی دور سے دور جگہ اُن کو دور، اور کوئی مشکل سے مشکل کام اُن کو مشکل معلوم نہیں ہوتا تھا، اُنہوں نے اپنی تیز رفتاری بلکہ برق رفتاری اور اپنی طبیعت کی بے چینی اور بے تابی سے برسوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام ہفتوں اور دنوں میں کرلیا، اپنے والد ماجد کے بعد نئے ملکوں میں جماعتوں کے جانے کا اِفتتاح کیا اور ساری دنیا کو گھر آنگن بنالیا، حج کا مسئلہ اُٹھایا (فریضۂ حج میں روح پیدا کرنے اور اُس کو دعوت وتبلیغ کا ذریعہ بنانے کا مسئلہ) اور اُس میں ایک نئی روح پھونک دی اور دیکھتے دیکھتے حجاج کی تعداد اور اُن کی کیفیات میں عظیم فرق پیدا ہوگیا، اِجتماعات، میوات کے محدود پیمانے سے نکل کر اِتنے عظیم اور وسیع بن گئے کہ بڑی بڑی سیاسی کانفرنسیں اور بڑے بڑے پبلک جلسے (مجمع کی کثرت میں بھی) اُن کے سامنے ماند پڑگئے اور اُن کی وہ کثرت ہوئی کہ مولانا کے لیے نظام الدین کا قیام مشکل ہوگیا، تبلیغی تقریروں میں غیر مسلموں سے خطاب، حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ، موجودہ مادی زندگی پر تنقید اور فساد کے سرچشمے کی نشان دہی کے باب کا اِفتتاح کیا اور ان میں ایسی کشش پیدا کردی کہ سینکڑوں کی تعداد میں غیر مسلم شریک ہونے لگے اور متاثر ہوئے، یہ سب کام بڑی طویل عمر چاہتے تھے لیکن مولانا نے پچاس برس سے کم عمر اور اپنی ذمہ داری اور دعوت کے صرف بیس (۲۰) سال کے اندر انجام دیے اور یہ سب منزلیں طے کرکے اپنے خالق سے جا ملے۔

کام تھے عشق میں بہت، پر میر
ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

مولاناؒ کی وفات کا واقعہ لاہور میں اچانک اس طرح پیش آیا کہ لوگ جگر تھام کر اور دل پکڑ کر رہ گئے۔ بہت سے نیاز مندوں اور تعلق رکھنے والوں کو یقین ہی نہ آیا اور اس وقت تک اس خبر کی صداقت میں شبہ رہا، جب تک قطعی اور متواتر طریقے سے اس کی تصدیق نہ ہوسکی۔ خود راقم سطور اور رفیق محترم مولانا محمد منظور نعمانی کو جو اس حادثہ کے وقت مکہ معظمہ میں تھے اس کی صحت میں بڑا شبہ تھا، تبلیغی جماعت کے بعض ممتاز کارکن اور ذمہ دار اس وقت وہاں موجود تھے، سبھی اس عالم حیص وبیص میں تھے۔ لیکن جتنا وقت گزرتا گیا اس خبر کی تصدیق ہی ہوتی چلی گئی اور بالآخر اس پر یقین کرنا پڑا۔

(پرانے چراغ حصہ سوم، از: حضرت مولانا سید ابو الحسن علی میاں حسنی ندویؒ)

## بیادِ امیرِ تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

اے نورِ عینِ حضرتِ الیاس دہلویؒ
اے یوسفِ زمانہ! زہے صاحبِ جمال

اِسلام کا نمونہ تیری زندگی رہی
لاریب تیری ذات تھی روشن ترین مثال

ہر بت کدے میں تیری اذاں گونجتی رہی
اللہ نے دیا تجھے نطقِ لبِ بلالؓ

تبلیغ دینِ حق میں گزاری تمام عمر
اِس راستے میں جان بھی دے دی زہے کمال

وارد ہوا یہ قلبِ حزینِ نفیس پر
"راسِ مبلغاں" ہے ترا سالِ انتقال

نتیجہ فکر: حضرت سید نفیس الحسینیؒ

## بقیہ:..........اداریہ

ز:.....ممالک اسلامیہ اور دیگر ممالک کے مسلمانوں سے اسلامی اخوت واتحاد کے روابط کا قیام واستحکام۔

ح:.....شرعی حدود کے مطابق غیر مسلم برادرانِ وطن کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کے تعلقات کا قیام۔ (جمعیت العلماء کیا ہے؟ ص:۱۳،۱۴)

یہی مقاصد اساس ہیں جمعیت علماء اسلام کے، انہی مقاصد کی تکمیل اور ملک میں نفاذ شریعت اسلامیہ اور دفاع اسلام کے لیے ہر محاذ پر کوشش کرنا اس پر مستزاد ہے۔

### ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت:

تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی قیادت میں اپنی سرگرمیاں بڑھادیں تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ان کے خلاف جدوجہد کا اعلان فرمایا تو حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پھر ۱۳ر جولائی ۱۹۵۳ء کو برکت علی محمڈن ہال لاہور میں کنونشن بلایا گیا، اس کنونشن میں ۳۰ مکاتب فکر کے زیر نگرانی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی اور اس میں علماء کو متحد کرنے میں حضرت ہزارویؒ اور دیگر اکابر جمعیت نے بنیادی کردار ادا کیا۔ (ص:۲۹۰)

### تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پشاور کے سیاحتی دورہ سے واپس آرہے تھے کہ قادیانی غنڈوں نے چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس (اب ہزارہ ایکسپریس) میں سوار طلبہ پر دھاوا بول دیا۔ خدام الاحمدیہ کے نوجوان طلبہ پر ٹوٹ پڑے اور طلبہ کو مار مار کر ادھ موا کردیا، جس کے نتیجے میں ایک تحریک اٹھ کھڑی ہوئی، جس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے۔ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اٹھنے والی تحریک میں جمعیۃ علماء اسلام نے کلیدی کردار ادا کیا۔ قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور آپ کے رفقاء نے قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے، تا آنکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ متفقہ طور پر اقلیت قرار دیے گئے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فضل الرحمٰن، شخصیت وکردار، ص:۲۸۷)

### آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

قومی اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کی کہ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔ (پارلیمنٹ میں قادیانی شکست، ص:۳۱۸)

۱۹۸۰ء میں قادیانی خفیہ ہاتھ نے مارشل لاء آرڈر کے ذریعہ ووٹر فارم سے ختم نبوت کا حلفیہ بیان ختم کرادیا اور لاکھوں سے متجاوز ووٹر فارم شائع کردیے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو C.M.H میں ملے اور قادیانیوں کی سازش سے مطلع کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے ٹیلی فون آپریٹر کو حکم دیا کہ صدر مملکت سے بات کرائی جائے۔ معلوم ہوا کہ صدر کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی رابطہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ صدر کا طیارہ سعودی عرب کی پرواز پر ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ: سعودی عرب میں پاکستان کے سفارت خانہ سے رابطہ کیا جائے، چنانچہ سفیر سے فرمایا کہ: صدر مملکت کا طیارہ جب جدہ یا ریاض لینڈ کرے تو سب سے پہلے میری بات کرائی جائے۔ صدر مملکت سے رابطہ ہوا تو آپ نے دینی کارکنوں اور تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں کی تشویش سے آگاہ کیا، الیکشن کا اعلان ہوچکا تھا، صدر نے کہا کہ الیکشن ملتوی ہوسکتے ہیں۔ فرمایا کہ: فارم کی تصحیح کراؤ، الیکشن کے التواء کا ذمہ دار میں ہوں، چنانچہ الیکشن ملتوی ہوگئے۔

### قانون سازی میں جمعیت علماء کا کردار:

۱۹۷۳ء کے آئین میں صدر کے لیے مسلمان ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی تھی تو اس موقع پر مولانا ہزارویؒ نے پارلیمنٹ میں اس پر بحث فرمائی اور آئین میں اس شرط کو داخل کرانے کا سہرا مولانا ہزارویؒ کے سر ہے۔ (مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مذہبی وسیاسی خدمات، ص:۲۹۶)

جمعیت علماء اسلام کی جدوجہد ہی کی بدولت ۱۹۷۳ء کے آئین میں شق نمبر ۲۲۷ کے تحت یہ کیا گیا کہ:

’’تمام قوانین کو ۹ سال کے اندر اندر اسلامی بنایا جائے گا۔‘‘ (مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مذہبی وسیاسی خدمات، ص:۲۹۶)

**عائلی قوانین کے خلاف احتجاج:**

صدر ایوب خان کے دور میں جب مسلم فیملی لاء آرڈیننس کا اجراء ہوا تو قومی اسمبلی میں حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے قرآن وسنت کے ناقابل تردید حوالوں سے عائلی قوانین کو خلافِ اسلام ثابت کیا، حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی تقریر سے سب نمائندگانِ ایوان نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا کہ یہ قوانین اسلام کے صریح خلاف ہیں۔ (سوانح قائد ملت، ص:۲۴۴)

**ردِ قادیانیت اور اکابر جمعیت:**

ردِ قادیانیت کے لیے اکابر جمعیت، اصاغر جمعیت اور جمعیت کے ایک ایک کارکن کا کردار تاریخ کا حصہ ہی نہیں تاریخ کا سنہرا باب بھی ہے، اگر ایک ایک کارکن کے کردار کو لیا جائے تو بلامبالغہ مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ اور ولی باصفا حضرت مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے کارنامے صفحۂ تاریخ پر ثبت ہیں، یہاں ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ وطن عزیز میں ردِ قادیانیت کے حوالے سے جمعیت علماء اسلام کا کردار پارلیمنٹ کے درودیوار پر نقش ہے، بلکہ ملک کے ہر گلی کوچے میں عیاں ہے۔ پارلیمنٹ میں تحریک، تحریر اور تقریر کے ہر پہلو سے بھرپور کردار ادا کیا۔

اسی طرح ماضی قریب میں پیپلز پارٹی کے دور میں جب جناب یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم تھے تو اس وقت بیرونی دباؤ کے تحت حکومت ناموسِ رسالت قانون میں تبدیلی کے لیے ان کے سامنے آمادہ ہوتی نظر آئی، تو قائد ملتِ اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی للکار نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اسی طرح حکومت سندھ نے حال ہی میں ایک بل پیش کیا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر افراد اسلام قبول نہیں کرسکیں گے اور اس سے زائد عمر کا فرد بھی اپنا اسلام تین ہفتے تک ظاہر نہیں کرے گا، باوجود اسمبلی سے بل پاس ہونے کے جمعیت علماء اسلام نے کلیدی کردار ادا کرکے اس کو واپس لینے پر مجبور کیا۔

اسی طرح پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر نے کہا کہ ہم قانون ’’ناموسِ رسالت‘‘ کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے اس میں قانون سازی کریں گے، جس کا واضح مطلب اس قانون کو غیر مؤثر کرنا تھا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی صدارت اور سربراہی میں آل پارٹیز کانفرنس اسلام آباد ڈریم لینڈ ہوٹل میں بلائی گئی تو تمام سیاسی، مذہبی اور دینی جماعتوں نے متفقہ طور پر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کو اپنا سربراہ تسلیم کیا اور واضح اعلان کیا کہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب جو فیصلہ کریں گے اور جو راہنمائی کریں گے ہم ہر اعتبار سے ان کے ساتھ ہوں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کرام، ملی قائدین، ملت اسلامیہ کی دینی، فکری رہنمائی کا فریضہ انجام دیں، تاکہ موجودہ عالمی اور ملکی حالات میں ملت کسی منفی سوچ، مایوسی یا احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو، بلکہ مسلمانوں کو اپنے عقائد اور اعمال واخلاق میں سنت نبوی کی اتباع وپیروی کی تلقین کی جائے، نیز یہ کہ ملت کسی بھی موقع پر جذباتیت کا شکار نہ ہو، مشکل سے مشکل حالات میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر واسلاف کی زندگیوں کو مشعل راہ بنائیں اور توکل اور انابت الی اللہ کو عزیز جانیں۔

اسی طرح نظریہ پاکستان، پاکستان کی وحدت، پاکستان کے استحکام، پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدات کے تحفظ اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ، پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے دشمن اور نظریاتی سرحدوں کے مخالفین کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہم سب کے لیے ضروری اور فرض کے درجہ میں ہے۔ اس کے لیے سیاسی میدان میں جمعیت علمائے اسلام جوان مقاصد کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کررہی ہے، اس کے دست وبازو بننا، اس کو تقویت دینا اور ہر اعتبار سے ان کے ساتھ کھڑا ہونا ہم سب کی ضرورت ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

# مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۳۱)

حافظ عبید اللہ

## احادیث پر جھوٹ نمبر 9

’’کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔‘‘ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11 صفحہ 322)

مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے ایک طرف یہ لکھا تھا کہ:

’’مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 356، وحمامۃ البشریٰ، رخ 7، ص:314)

لیکن دوسری طرف خود مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، اگر وہ تمام احادیث مرزا کے مطابق ناقابل اعتبار تھیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہ تھی تو پھر مرزا نے مہدی کا تصور کہاں سے لیا؟ اور خود مہدی ہونے کا دعویٰ کس بنیاد پر کیا؟ اور یہی نہیں اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر انہیں احادیث صحیحہ لکھا (جبکہ اس کے نزدیک مہدی سے متعلق کوئی ایک حدیث بھی صحیح نہیں) اور پھر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولا کہ ان احادیث صحیحہ میں یہ بیان ہوا تھا کہ مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

## احادیث پر جھوٹ نمبر 10

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مہدی کے ظہور کے وقت سورج ایام کسوف کے نصف میں یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے گرہن ہوگا اور اسی طرح ظاہر ہوا۔‘‘

(ترجمہ عربی تحریر: نور الحق، رخ 8 صفحہ 209)

یہ مرزا قادیانی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر صریح جھوٹ ہے، آپ نے مہدی کی ایسی کوئی نشانی بیان نہیں فرمائی، دراصل یہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا ایک مشہور زمانہ دجل وفریب ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ سنن دار قطنی میں ’’محمد بن علی‘‘ نامی ایک شخصیت کی طرف منسوب ایک قول مروی ہے (کہا جاتا ہے کہ محمد بن علی سے مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور امام زین العابدین رحمہ اللہ کے بیٹے امام باقر رحمہ اللہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب)، اگرچہ یہ روایت اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی ’’عمرو بن شمر‘‘ اور ’’جابر بن یزید الجعفی‘‘ کذاب اور جھوٹے ہیں (عمرو بن شمر کے بارے میں تفصیل امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب لسان المیزان میں اور جابر بن یزید الجعفی کے بارے میں تفصیل انہی کی کتاب تہذیب التہذیب میں دیکھی جاسکتی ہے)،

دوسری بات یہ کہ اس روایت کے عربی الفاظ یہ ہیں:

’’عن محمد بن علي قال: ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والارض، ينخسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه ولم تكونا منذ خلق السماوات والارض‘‘ (سنن الدار قطنی جلد2 صفحہ 419 مؤسسۃ الرسالۃ، حدیث نمبر 1795) ان عربی الفاظ کا اردو ترجمہ ہے:

محمد بن علی نے کہا: ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کبھی ظاہر نہیں ہوئیں، رمضان کی پہلی رات چاند گرہن ہوگا اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، اور جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن ہوا اور اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہوا، اگرچہ مرزا قادیانی پہلے یہ فتویٰ جاری کرچکا تھا کہ مہدی کے بارے میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب مجروح ہیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں، لیکن یہاں اس نے چاند اور سورج گرہن سے دھوکہ دینے کے لئے ایک ایسی روایت کو اچھالنا شروع کیا جس کے راوی کذاب اور جھوٹے تھے، اور اس کے لئے پہلے تو یہ جھوٹ بولا کہ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، پھر عربی الفاظ کے ترجمے میں تحریف کرتے ہوئے لاول ليلة من رمضان کا ترجمہ کیا چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی رمضان کی تیرھویں رات، اور تنكسف الشمس في النصف منه کا ترجمہ کیا سورج گرہن کی راتوں میں سے درمیانی رات یعنی اٹھائیس تاریخ، جبکہ عربی میں النصف کا ترجمہ آدھا ہوتا ہے درمیانا نہیں، پھر اسی روایت میں دو بار یہ بات بیان ہوئی ہے کہ ایسا چاند اور سورج گرہن جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا ہوگا، جبکہ رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن مرزا کے پیدا ہونے سے پہلے کئی بار ہوچکا تھا اور جب تک زمین

آسمان قائم ہیں ہوتا رہے گا، بلکہ مرزا کے دعوائے مہدیت کرنے سے پہلے جب اس کی عمر ابھی دس گیارہ برس تھی ایسا ہی گرہن جولائی 1851ء بمطابق رمضان المبارک 1267ھ میں بھی ہوا تھا اور اس وقت سوڈان میں بھی مہدی ہونے کا ایک دعوے دار محمد احمد (جسے سوڈانی مہدی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) موجود تھا اس طرح مرزا قادیانی نے دجل وفریب اور کذب بیانی کی ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

## مرزا قادیانی کی عام کذب بیانی کے چند نمونے

### جھوٹ نمبر 1

"یہ بات یاد رہے کہ شیعہ لوگ امام محمد مہدی کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہونے کی حالت میں ہی ایک غار میں چھپ گئے اور مفقود ہیں اور قریب قیامت ظاہر ہوں گے اور سنت جماعت کے لوگ ان کے اس خیال کو باطل تصور کرتے ہیں اور یہ حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہوگئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحات 343، 344)

اس تحریر میں جہاں تک شیعہ عقیدے کا تعلق ہے وہ تو مرزا نے ٹھیک بیان کیا، لیکن اس کے مقابلے میں اہل سنت (جسے مرزا نے سنت جماعت کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے) کا موقف بیان کرنے میں مرزا نے کذب بیانی سے کام لیا ہے، اہل سنت کا ہرگز یہ مذہب نہیں کہ امام محمد مہدی پیدا ہوئے تھے اور فوت ہوگئے اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا، ورنہ کسی کی بھی عمر سو سال سے زیادہ نہ ہوتی، بلکہ اہل سنت کے نزدیک وہ مہدی علیہ الرضوان جن کے بارے میں احادیث میں خبر دی گئی ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور عرب کے بادشاہ ہوں گے اور جن کی اقتدا میں حضرت عیسیٰ نزول کے بعد پہلی نماز بھی ادا فرمائیں گے وہ ہرگز چودہ سو سال پہلے پیدا ہوکر فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے نام پر کسی اور نے آنا ہے بلکہ وہ خود بنفس نفیس ظاہر ہوں گے اور مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے پاس ان کی بیعت کی جائے گی۔

(جاری ہے)

لائقِ بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

# 36 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے

انشاءاللہ

زیر سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ

29 اپریل 2017 تا 20 مئی 2017

بمطابق

3 شعبان ۱۴۳۸ تا 24 شعبان ۱۴۳۸

**نوٹ:** کورس میں شرکت کرنے والے ہر طالب علم کو مجلس کی طرف سے 5 ہزار روپے کی کتب فری دی جائیں گی

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

0300-4304277

0300-6733670